بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ خدام الدین

لاہور
پاکستان

زیر ادارت
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
ایڈیٹر
مجاہد الحسینی

۱۳ اکتوبر ۱۹۷۲ء
۵ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ

مطبوعہ انجمن خدام الدین
شیرانوالہ دروازہ، لاہور
فون نمبر: ۶۷۵۴۵

فی شمارہ
۳۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيٰطِيْنُ

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطان زنجیر سے جکڑ دیے جاتے ہیں۔

اس ماہ مبارک کے فضائل میں رمضان المبارک سے قبل شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ جو حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ خطبہ فضائل رمضان میں بڑا جامع ہے اس میں روزہ اور روزہ دار کی فضیلت کے ہر گوشہ کی نہایت شاندار طریقہ سے وضاحت فرمائی گئی ہے خطبہ کے الفاظ یہ ہیں :-

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ، شَهْرٌ جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ۔

وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهِ شَيْءٌ۔

قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهِ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَاَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ (رواه البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ) واسنادہ ضعیف جداً از تنقیح)

وَفِیْ رِوَایَۃِ النسائی والبیہقی : عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيٰطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ (الترغیب والترہیب، ص ۹۰ ج ۲ ولفظ ابن ماجہ (باسناد حسن) مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ (مشکوٰۃ)

وفی روایہ ابن خزیمہ — وقال مع الخیر — عن سلمان : وَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهُ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَا غِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابی الشیخ بن حبان عنہ۔ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ كَسْبٍ حَلَالٍ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيَالِيَ رَمَضَانَ كُلَّهَا وَصَافَحَهُ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَمَنْ صَافَحَهُ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرِقُّ قَلْبُهُ وَيَكْثُرُ دُمُوْعُهُ۔ (الترغیب ص ۹۰ ج ۲)

ترجمہ: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کے آخری روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"لوگو! عظمت اور برکت کا مہینہ تم پر سایہ فگن ہوا ہے۔ اس میں ایک رات ایسی ہے (یعنی لیلۃ القدر) جو ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے (یعنی اسی برس کی شب بیداری کا ثواب مل جاتا ہے) جو اس رات کی برکتوں سے محروم رہا وہ بڑی خیر و برکت سے محروم رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض قرار دیے ہیں اور اس کی رات کی نماز کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص ایک اچھی عادت یا نفلی عبادت اور نیکی کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو اس کی اللہ کے ہاں وہ حیثیت ہو گی جو رمضان شریف کے سوا ایک فرض ادا کرنے کی ہوتی ہے اور جس نے اس میں ایک فریضہ ادا کیا اس نے یوں سمجھئے کہ ستر فریضے ادا کیے۔

یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کرنے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کی روزی بڑھا دی جاتی ہے۔ جس نے روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو اس کا یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی اور دوزخ سے نجات دلانے کا ذریعہ بنے گا۔ اور روزہ دار کے اجر میں کمی کیے بغیر اس کے برابر افطار کرانے والے کو اجر ملے گا۔

ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر ایک تو اس حیثیت میں نہیں ہوتا کہ روزہ دار کو روزہ افطار کرائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عنایت کرے گا جس نے ایک گھونٹ پانی، ایک گھونٹ دودھ یا ایک خشک کھجور سے کسی کا روزہ افطار کرایا اور جس نے کسی کو سیر کر کے پلایا تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے حوض کوثر سے اس طرح پلائے گا کہ پھر جنت میں داخل ہونے تک اس کو پیاس محسوس نہ ہو گی۔

یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصہ رحمت کا ہے، دوسرا بخشش و مغفرت کا اور آخری حصہ دوزخ سے نجات کا ہے فرمایا۔ جو شخص لیلۃ القدر کے قیام سے محروم رہا وہ بڑی خیر و برکت سے محروم رہا — نیز فرمایا — اس ماہ میں چار کام بکثرت کرتے رہو۔ جن میں دو تو حصول رضائے الٰہی کا خاص سبب ہیں۔ اوّل لا الٰہ الا اللہ [illegible] دل سے گواہی (اور اس کا ورد) [illegible] استغفار اور توبہ کی تمہیں سخت ضرورت [illegible] رہو جنت کی درخواست اور دوزخ سے پناہ مانگنا۔ نیز فرمایا اپنے حلال مال سے افطاری کرانے کے حق میں رمضان کی سب راتوں میں فرشتے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ شب قدر میں دل پر رقت طاری اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ اس روایت میں آنے والے ۲

مضمون کی متعدد دوسری صحیح احادیث میں موجود ہے لہٰذا اس میں ضعف اس پر عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیے۔

خدام الدین

۴ر رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ
۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

۲۱

جلد ۱۸ شمارہ ۲۰

مندرجات

- احادیث رسولؐ
- اداریہ و شذرات
- ماہ رمضان المبارک کا استقبال
- خطبہ جمعہ
- مقابلۂ شمشیر و نظر
- مجلس ذکر
- روزہ کے مسائل
- مساوات محمدیؐ
- تحریک آزادی میں علماء کا کردار
- طلبہ کی سرگرمیاں
- مسلمان کی تعریف اور —— اجماع اُمت
- آپ کی صحت
- —— بچوں کا صفحہ ——
- مشعل راہ

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاھد الحسینی

علّامہ اقبالؒ کا نظریۂ مسلم قومیّت کیا تھا؟

اگر اہلِ پاکستان "مسلمان" کی تعریف سے قاصر ہیں تو انہیں دو قومی نظریے سے دستبردار ہونا پڑے گا،

صدرِ مملکت جناب بھٹو "مسلم بنگال" کو کس بنیاد پر پاکستان کے ساتھ الحاق کی کوشش کر رہے ہیں؟

جمعیتہ علماء پاکستان پارلیمانی گروپ کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کے آئین میں تین بنیادی باتیں پارلیمانی طرز حکومت، دو ایوانی مقننہ، اور مملکت کا مذہب اسلام ہونی چاہئیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ اسلامی ریاست میں مرتد کی سزا موت ہونی چاہیئے۔ اور ہمارے آئین کی بنیاد قرآن و سنّت پر استوار ہونی چاہیئے۔

ان سے سوال کیا گیا کہ اگر دوسرے غیر مسلم ممالک نے بھی یہی طرزِ عمل اختیار کیا تو کیا یہ بات اسلام کے فروغ میں حائل نہ ہوگی، انہوں نے کہا یہ محض ایک مفروضہ ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں مولانا نے کہا لفظ مسلمان کی واضح تشریح موجود ہے" اور جمعیتہ علماء پاکستان، جمعیتہ علماء اسلام اور جماعت اسلامی کے پارلیمانی گروپ نے مسلمان کی تشریح سے متعلق متفقہ رائے دیدی ہے اور اسے آئین میں شامل ہونا چاہیئے!

انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں کہا کہ کوئی شخص اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان نہیں مانتا تو وہ مسلمان کی تعریف سے خارج ہو جاتا ہے۔

(روزنامہ "مشرق" لاہور، یکم اکتوبر ۱۹۷۲)

تحریکِ ختم نبوت کو ناکام بنانے اور "مرزائیوں" کی سیاسی پشت پناہی کے لئے ۱۹۵۳ء میں مسٹر منیر (سابق چیف جسٹس) کی وساطت سے یہ شوشہ چھوڑا گیا تھا کہ پاکستان کے علماء کرام چونکہ "مسلمان" کی تعریف میں متفق و متحد نہیں ہیں۔ اس لئے مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرکے غیر مسلم اقلیتوں میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ اور پھر اربابِ اختیار و اقتدار کی طرف سے نامعلوم مصلحتوں کی بناء پر مسٹر منیر کے اس سیاسی فیصلے کو پورے تواتر اور تسلسل کے ساتھ اخبارات و رسائل کے ذریعہ اچھالا گیا۔ تاکہ ملکی عوام کے دل و دماغ پر یہ بات نقش ہو جائے کہ مسلمان کی تعریف متعیّن کرکے منکرین ختم نبوّت مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ ہی در اصل لغو اور فضول ہے۔ اور آج بعض حکمرانوں کی جانب سے کبھی کبھی اس مفہوم کے جو بیانات دیئے جاتے ہیں، وہ درحقیقت اسی پس منظر کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

رکن قومی مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر کی جو رپورٹنگ معاصر روزنامہ مشرق نے کی ہے، وہ حضرات قارئین نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ اب گجرات کے اسی خطاب کی جو رپورٹ معاصر "امروز" لاہور (ڈاک ایڈیشن برائے لائل پور ڈویژن) شائع کی ہے، وہ بھی سرخی سمیت ملاحظہ فرمایئے!

مسلمان کی متفقہ تعریف متعین کرنا مشکل ہے (نورانی)

امروز کے نمائندہ خصوصی سے، گجرات ۳۰ ستمبر۔ قومی اسمبلی میں جمعیتہ علماء پاکستان کے پارلیمانی گروپ کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دینے، دو ایوانی پارلیمنٹ قائم کرنے اور قرآن و سنّت کے مطابق آئین تیار کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

مولانا نورانی نے آج گجرات بار ایسوسی ایشن کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے اسلام سے مرتد ہونے والوں کو موت کی سزا دینے کا مطالبہ بھی کیا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اگر دنیا کے غیر مسلم ممالک بھی ایسا قانون بنائیں تو کیا اس سے دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور اشاعت پر اثر تو نہیں پڑے گا۔ مولانا نورانی نے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک دوسرے سوال کے جواب میں انہوں نے کہا، کہ مسلمان کی متفقہ تعریف متعین کرنا بہت مشکل ہے۔ (امروز لاہور، یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء)۔

ایک ہی مقام پر کی گئی ایک ہی منفرد کی تقریر کی رپورٹنگ ٹرسٹ ہی کے دو اخباروں نے ایک دوسرے سے بالکل مختلف اور متضاد صورت میں شائع کی ہے۔

امروز کے نمائندہ کی رپورٹ دراصل اس کے مرکزی دفتر کی ہدایات کی آئینہ دار ہے کہ ٹرسٹ کے اخبارات کی وساطت سے اس مسئلہ کی بابت جو پروپیگنڈا مقصود ہے۔ امروز کے نیوز ایڈیٹروں نے مولانا نورانی کی تقریر اور ان کے صحیح خیالات کو اسی کے مطابق توڑ موڑ کر پیش کیا ہے!

سوال یہ ہے کہ مسلمان کی تعریف پر علماء کے عدمِ اتفاق کا شوشہ اگر صحیح ہے تو اس کا

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا

معنی یہ ہوگا کہ پاکستان کے ارباب اقتدار اس مسلم ریاست کے بنیادی نظریات، اور اس کے مقصد وجود کی تعریف سے ہی قاصر ہیں۔

اگر مسلمان کی تعریف واقعی مشکل ہے تو پھر اسلام کی تعریف کیونکر ممکن ہوگی۔؟

مسلم قوم اور غیر مسلموں کا تعین کس طرح کیا جا سکے گا؟

پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے، "ہندو اور مسلم" کے الگ الگ وجود اور دو قومی نظریے کو کیونکر صحیح ثابت کیا جا سکے گا؟

اسی قسم کے لغو پراپیگنڈے کو صرف اپنی سیاسی مصلحتوں کی خاطر اگر اسی طرح مزید ہوا دی گئی اور اپنے لامحدود وسائل و ذرائع کے ساتھ کئے جانے والے پروپیگنڈے کے زور پر باور کرانے میں کامیاب ہو گئے تو پھر "ہندو اور مسلم" عیسائی اور مسلم، یہودی اور مسلمان کے عنوان پر الگ الگ قومیتوں کا فرق مٹ جائے گا۔ اور غیر مسلموں کے خلاف اہل اسلام میں جو نفرت اور عصبیت پائی جاتی ہے، ختم ہو کر رہ جائے گی۔ اور کسی صورت میں بھی "مسلمان" کا امتیاز قائم نہ رہ سکے گا!

کیونکہ جب مسلم اور غیر مسلم کے مابین کوئی فرق ہی واضح نہ کیا جا سکے گا، اور مسلمان کی تعریف کے لئے اس کی جداگانہ حیثیت کا تعین نہ کیا جائے گا تو اس کا معنیٰ دو قومی نظریے کا عملاً انکار ہے۔ اور یہ بات اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے مترادف ہوگی کہ دو قومی نظریے کا تصوّر ناواقفیت پر مبنی تھا، اور مسلمانوں کے لئے کسی نظریے اور عقیدے کی اساس پر الگ وطن کا مطالبہ ہی غلط تھا!

علامہ اقبالؒ کا تصوّر مسلم قومیّت

علماء کرام کو مسلمان کی تعریف نہ کرنے کا طعنہ دینے والے اور اس مسئلہ میں انہیں عاجز قرار دینے والے حضرات اس حقیقت کے تو ضرور معترف ہوں گے کہ اس برصغیر پاک و ہند میں "مسلم اور غیر مسلم کی اساس پہ دو قومی نظریے کا تصور سب سے پہلے علامہ اقبالؒ نے پیش کیا تھا اور قائد اعظم نے اسی تصوّر کو عملی شکل دینے کے لئے پاکستان کے نام پر غیر مسلموں سے الگ تھلگ اسلامی مملکت کا مطالبہ کیا تھا۔ اور حضرت علامہ اقبالؒ پہلے شخص تھے، جنہوں نے متحدہ ہندوستان میں انگریزی دورِ حکومت کے اندر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا —— ورنہ علماء کرام تو منکرِ ختمِ نبوت کو مرتد قرار دیتے تھے، اور اب بھی ان کا اصل موقف تو یہی ہے، مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ تو کم سے کم ہے۔ اور یہ بھی ملکی حالات کی مصلحتوں کے پیشِ نظر "اَضْعَفُ الْاِیْمَان" کے درجہ میں۔

پاکستان کے علماء کرام کا نظریہ مسلم قومیّت بھی وہی ہے جو حضرت علامہ اقبالؒ کا تصوّر تھا۔ اور موجودہ صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو "مسلم اور غیر مسلم بنگال" کے عنوان پر جو موقف اختیار کئے ہوئے ہیں، اور "مسلم بنگال" کو دوبارہ پاکستان کے ساتھ ملانے کا عزم ظاہر کر رہے ہیں، آخر اس کی اساس کیا ہے؟

جناب بھٹو صاحب ہی ذرا اس کی وضاحت فرما دیں کہ ان کے ہاں "مسلم" کا تصوّر کیا ہے اور وہ مسلمان کی کیا تعریف کرتے ہیں؟

صرف مرزائیوں کی سیاسی پشت پناہی کے لئے "مسلم" کی تعریف سے ہی علماء کرام کو عاجز، مجبور اور نااہل قرار دینے کی مذموم کوشش میں کہیں پاکستان، اس کے دو قومی نظریے اور مسلم بنگال سے ہی دائمی ہاتھ نہ دھونے پڑ جائیں ——!

مسلم کی تعریف کرنے سے علماء کو عاجز ٹھہرانے والے ارباب حکومت اور ان کے ہمنوا پروپیگنڈا باز اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں اور تسلیم کر لیں کہ پوری دنیائے اسلام کے مسلمان اس بات پر متفق اور متحد ہیں۔ کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو آخری نبی نہ ماننے والا آپؐ کے بعد کسی قسم کا دعوائے نبوّت کرنیوالا اور اس کی نبوتِ کاذبہ پر ایمان لانے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور منکرِ ختمِ نبوت کسی صورت میں بھی "مسلمان" کی تعریف اور "مسلم" کے زمرہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔

ارتداد کی سزا اور غیر مسلم ممالک

مسلمان کی تعریف کے ضمن میں یہ بات بھی پیش کی جاتی ہے کہ اگر اسلام سے انحراف اور ارتداد کو پاکستان میں خلافِ قانون قرار دیدیا گیا تو دوسرے غیر مسلم ممالک پاکستان کو تنگ نظر سمجھیں گے۔ اور انہوں نے بھی اگر اسلام قبول کرنے کو جرم قرار دے دیا تو اس طرح تبلیغ و اشاعت اسلام کا وسیع سلسلہ رک جائیگا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے درست جواب دیا ہے کہ یہ محض ایک مفروضہ ہے۔

اور اگر اسے مفروضہ نہ بھی قرار دیا جائے بلکہ ہم اسے حقائق کی کسوٹی پہ پرکھیں تو ہمیں اس کا اعتراف کرنا پڑے گا، کہ دنیا میں ایسے بیشتر ملک موجود ہیں جو اپنے قومی نظریے سے انحراف کو بغاوت قرار دیتے ہیں اور اس کی سزا موت متعین کی گئی ہے۔ کیا روس میں —— وہاں کے نظریۂ حیات "کمیونزم" سے انحراف کی اجازت ہے؟ اور اگر کوئی شخص کمیونزم کو چھوڑ کر اس کے بجائے "امپریلزم" کا پرچار اور پروپیگنڈا شروع کرے تو کیا اسے بغاوت قرار نہ دیا جائے گا؟

چین میں ماؤ کے نظریات سے اختلاف کرنے والے لیو شاؤچی اور مارشل پیاؤ کا جو حشر ہوا، دنیا اس سے بے خبر نہیں۔ اسی طرح اور بہت سے ممالک ایسے ہیں، جہاں ملکی، قومی اور ملّی سالمیت کے خلاف کسی قسم کے نظریات برداشت نہیں کئے جاتے۔

اور دنیا کے بعض ممالک تو ایسے بھی ہیں جہاں رنگ و نسل کا امتیاز موجود ہے۔ اور اس بنیاد پر بے گناہ انسانوں کی زندگیوں کے چراغ بجھائے جا رہے ہیں۔ اور قتل و غارت کا بازار خوب گرم ہے۔ ان کے بارے میں دنیا کے لوگ کیا رائے قائم کر رہے ہیں ——؟ کیا غیر مسلم اقوام اور خصوصاً یورپ نے ان کے خلاف کبھی آواز بلند کی ——؟

یہودیوں نے فکری و نظری اختلاف کی اساس پر مشرقِ وسطیٰ میں قتل و غارت اور ظلم و ستم کے جو طوفان اٹھائے —— دنیا کے غیر مسلم ممالک نے آخر انہیں کیا کہا ——؟

دنیا کی ہر قوم اپنے عقائد و نظریات اور اپنے قومی تشخص و امتیاز کے لئے سب کچھ کر رہی ہے —— لیکن قربان جائیے، ان نام نہاد "مسلم رہنماؤں" اور "مسلم حکمرانوں" کے وہ اپنے قومی تشخص و امتیاز اور مسلمان کی عزت و عظمت کے لئے بھی غیر مسلم اقوام سے اجازت طلب کرنے کے لئے درخواست گذار ہیں ——؟

ملّتِ اسلامیہ کے جو افراد "مسلم قومیّت" کی تعریف اور اس کے نظری و فکری حدود و قیود متعین کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسے افراد کو "مسلمان" کہلانے کا اخلاقاً کوئی حق نہیں —— کیونکہ انہیں خود اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ مسلمان کیوں ہیں؟ اور مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

نیا نصاب تعلیم اور سنّی علماء

شیعہ علماء کی طرف سے الگ نصاب تعلیم کے مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان نے نصاب کمیٹی مقرر کی تھی جس کے سربراہ وزیر اطلاعات و نشریات حج و اوقاف مولانا کوثر نیازی تھے۔ نصاب کمیٹی میں سنّی علماء کی طرف سے مولانا عبدالحکیم ایم این اے اور مولانا سید نورالحسن بخاری ملتان بھی شامل تھے، اخباری

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ماہِ رمضان المبارک کا استقبال



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کا بڑے شوق کے ساتھ انتظار رہتا تھا۔ بعض حدیث میں ہے کہ جب آپ رجب کا چاند دیکھتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے۔ "اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان کو ہمارے واسطے مبارک کر اور رمضان تک ہمیں پہنچا دے" اور جب شعبان شروع ہوتا تو آپ کثرت سے روزے رکھنا شروع کر دیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رمضان کے علاوہ سب مہینوں سے زیادہ روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے بلکہ کبھی کبھی تو پورا مہینہ گویا روزوں ہی میں گذر جاتا تھا۔ دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ روزے رمضان ہی کے اشتیاق میں اور اسی کی تیاری کے لیے اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کے استقبال کے واسطے ہوتے تھے۔

حضرات! اللہ کی رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ رمضان قریب ہے بلکہ گویا آچکا ہے اگرچہ ہم جیسے عوام کی آنکھیں اس مبارک مہینہ میں اور دوسرے گیارہ مہینوں میں کوئی خاص فرق نہیں دیکھتیں بلکہ ظاہری نظر میں رمضان کے دن اور رات بھی اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت رمضان اور دوسرے مہینوں میں بہت بڑا فرق ہے اتنا بڑا فرق کہ اگر وہ ہم پر کھل جائے تو رمضان کی آمد پر ہم کو کچھ اس قسم کی خوشی اور مسرت ہوا کرے جیسی کہ پانی کے جانوروں کو سخت قحط اور خشکی کے بعد بارش کا موسم شروع ہونے سے ہوتی ہوگی یا شاعروں کی زبان میں جیسی خوشی بلبل کو فصلِ بہار آنے پر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان مبارک کا بڑے اشتیاق کے ساتھ انتظار رہتا تھا۔

بعض روایت میں ہے کہ جب آپ رجب کا چاند دیکھتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ اَللّٰھُمَّ بارک لنا فی رجبنا وشعبان وبلغنا رمضان۔ (اے اللہ ہمارے رجب اور شعبان کو ہمارے واسطے مبارک کر اور رمضان تک ہمیں پہنچا دے) اور جب شعبان شروع ہوتا تو آپ کثرت سے روزے رکھنے شروع کر دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رمضان کے علاوہ سب مہینوں سے زیادہ روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے بلکہ کبھی کبھی تو پورا مہینہ گویا روزوں میں ہی گذر جاتا تھا دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ روزے رمضان ہی کے اشتیاق میں اور اسی کی تیاری کے لیے اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کے استقبال کے واسطے ہوتے تھے۔

پھر جب رمضان بالکل قریب آتا تو آپ اس کی فضیلتوں اور برکتوں پر مستقل خطبے دیتے اور صحابہ کرام کو اس کی قدر دانی اور اس کی رحمتوں کے استقبال کے لیے تیار کرتے ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ میں بعض خطبے حدیث کی کتابوں میں بھی محفوظ ہو گئے ہیں اگر ہم میں طلب اور عزم ہو تو ان خطباتِ نبوی کی رہنمائی میں رمضان مبارک کی وہ رحمتیں اور برکتیں کسی درجہ میں ہم بھی ضرور حاصل کر سکتے ہیں جو ان خطبوں کے براہ راست سننے والے صحابہ کرام حاصل کرتے تھے۔

اس سلسلہ میں سب سے بڑا اور مفصل خطبہ تو وہ ہے جس کو حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت سے بیہقی وغیرہ محدثین نے روایت کیا ہے اور وہ مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے حضرت سلمانؓ راوی ہیں کہ ایک دفعہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ — اے لوگو! ایک بڑی عظمتوں اور
برکتوں والا مہینہ تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے
اس مبارک مہینہ کی ایک رات (شب قدر)
ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

حضورؐ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ شب قدر عموماً رمضان ہی میں ہوتی ہے۔ اور شب قدر کی فضیلت یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ خیر من الف شھر۔ ان ہی لفظوں میں قرآن پاک میں بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس پورے مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کی نماز (تراویح) کو کارِ ثواب قرار دیا ہے (یعنی اس کو فرض تو نہیں کیا ہے لیکن اس میں بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ کی کوئی غیر فرضی عبادت ادا کرے (یعنی سنت یا نفل ادا کرے) اس کو دوسرے زمانہ کی فرض عبادت کے برابر اس کا ثواب ملے گا۔ اور جو شخص اس مہینہ میں فرض عبادت ادا کرے گا اس کا ثواب دوسرے مہینوں کے اسی جنس کے ستر فرضوں کے برابر ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ یونہی سن کر گذر جانے کے نہیں ہیں، ضرورت ہے کہ ہم ان پر دھیان کریں اور ان میں جو کچھ فرمایا گیا ہے اپنے دل و دماغ میں اس کا یقین بٹھائیں۔ آپ کے اس ارشاد کا مطلب واضح ہے کہ اس میں خاص طور سے ہم جیسے دین کے مفلسوں کے لیے بڑی بشارت ہے فرمایا گیا ہے کہ رمضان میں تمام عبادات اور عمل صالح کا اجر و ثواب بہت بڑھا دیا جاتا ہے نوافل کا ثواب فرضوں کے برابر کر دیا جاتا ہے اور فرائض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے، مثلاً رمضان میں فجر کی جو دو رکعتیں پڑھی جائیں گی ان کا ثواب غیر رمضان کی دو رکعتوں سے ستر گنا زیادہ ہوگا گویا ایک چالیس رکعت کے برابر ہوگا۔ علیٰ ہذا زکوٰۃ کے جو دس روپے مثلاً رمضان میں نکالے جائیں گے ان کا ثواب دوسرے زمانہ کے سات سو روپے کے برابر ہوگا اور اسی طرح نفلی عبادات جن کا ثواب فرض عبادات کے مقابلہ میں بہت کم ہوتا ہے رمضان مبارک میں ان کا ثواب بڑھا کر فرض نمازوں کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ پس ہم جیسے کم ہمت لوگ جو اللہ کے خاص عبادت گذار بندوں کی طرح ہمیشہ زیادہ عبادتیں نہیں کر سکتے ان کے یہ ماہ مبارک خاص رحمت کا موسم ہے اگر اس ایک مہینہ کے لیے وہ ہمت کی کمر کس لیں تو بھی بہت کچھ کمائی کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ۔ "یہ رمضان صبر کا مہینہ ہے اور
صبر کا بدلہ بس جنت ہے اور یہ ہمدردی
اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہ وہ مہینہ ہے
جس میں ایمان والوں کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے"

ان جملوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کو صبر کا، ہمدردی اور غمخواری کا اور رزق میں زیادتی کا مہینہ بتلا دیا ہے۔

صبر اس کا نام ہے کہ آدمی کسی اعلیٰ مقصد کی خاطر اس چیز کو برداشت کرے جس میں اس کو تکلیف ہو اور جو اس کی طبیعت کو ناگوار ہو، یہ انسان کی بہت اونچی صفتوں میں سے ہے۔ اور بڑی ہی زبردست طاقت ہے اور دین میں اور اللہ کی نگاہ میں اس کی بڑی فضیلت ہے۔ کہیں فرمایا گیا ہے۔ ان اللہ مع الصابرین (اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)، کہیں فرمایا گیا ہے — واللہ یحب الصابرین (اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)، اور اسی خطبہ میں فرمایا گیا ہے کہ صبر کا بدلہ جنت ہے۔ بہرحال صبر انسان کے اونچے کمالات میں سے ہے اور رمضان میں اس صبر کی مشق ہے۔ بندہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اور اس کی رضاء کے لیے کھانے پینے سے اور نفسانی خواہش سے پورے ایک مہینہ کے دنوں میں اپنے کو روک کر صبر کا عمل کرتا ہے اور صبر کی صفت اپنے اندر پیدا کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے واسطے جنت کی بشارت ہے اور ماہ رمضان

کے ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینہ میں ہر روزہ دار کو بھوک پیاس وغیرہ کی تکلیف کا تجربہ ہوتا ہے تو ان کو اس کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے جن بندوں کو ناداری کی وجہ سے فاقہ ہوتے ہیں اور جو بیچارے افلاس اور غربت کی وجہ سے دو، دو، چار چار وقت بھوک کے ساتھ گذارتے ہیں ان پر کیسی گذرتی ہو گی۔ اور یہ احساس ان میں ہمدردی و غمخواری کے جذبہ کو پیدا کرتا ہے اور ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رمضان میں اہلِ ایمان کو ہمدردی اور غمخواری کی خصوصیت کے ساتھ تاکید ہے۔ گویا رمضان المبارک کے خاص اعمالِ خیر میں سے یہ بھی ہے۔

اور رحمت کے اس مہینہ میں ایمان والوں کے رزق میں زیادتی اور برکت کا جو ذکر فرمایا گیا ہے ہر صاحبِ ایمان اس کی شہادت دے سکتا ہے کہ یہ اس کا ہمیشہ کا تجربہ ہے اللہ کے مومن بندوں کو رمضان المبارک میں جتنا اچھا اور جتنی فراغت سے رزق ملتا ہے یقیناً بقیہ گیارہ مہینوں میں وہ بات نصیب نہیں ہوتی اس کے بعد حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی اور روزہ دار کو افطار کرائے تو یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت کا اور آتشِ دوزخ سے اس کی آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو اس روزہ دار کے برابر ثواب ہوگا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کمی کی جائے۔

یعنی اللہ تعالیٰ روزہ افطار کرانے والے کو روزہ دار کے برابر ثواب اپنے خاص خزانۂ فضل سے دے گا۔ روزہ دار کے ثواب میں سے نہیں دیا جائے گا کہ اس میں کوئی کمی آئے۔

اس خطبے کے راوی حضرت عثمانؓ فارسی فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ نے روزہ افطار کرانے والے کا یہ ثوابِ عظیم بیان فرما دیا تو بعض حاضرین نے عرض کیا۔

ترجمہ:۔ حضور! ہم میں سب تو ایسے نہیں ہیں جنھیں روزہ افطار کرانے کی کوئی خاص چیز میسر ہو۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ یہی ثواب (یعنی روزہ دار کے برابر ثواب) اس شخص کو بھی دے گا جو کسی روزہ دار کو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا کھجور کے ایک دانہ ہی سے، یا پانی کے ایک گھونٹ ہی سے افطار کرا دے۔

اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا:۔

ترجمہ:۔ "اور جو کوئی روزہ دار کو پورا کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب فرمائیں گے کہ پھر جنت میں جانے تک اس کو پیاس نہ لگے گی۔

ہمارے زمانہ کے بعض لوگ جب کسی حدیث میں کسی ایسے عمل پر جس کو وہ معمولی اور آسان سمجھتے ہیں کسی بڑے ثواب کا وعدہ دیکھتے ہیں تو انھیں اس کے بارے میں شکوک و شبہات ہوتے ہیں۔ یہ شکوک دراصل اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل و کرم کی وسعتوں کو نہ جاننے کی وجہ سے ہوتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ اعمال کے اخروی نتائج یعنی ثواب اور عذاب کی مقدار اور اس کی تفصیلات کے بارے میں انسانی ذہن بالکل عاجز ہے (آخرت کے بارے میں سب کا عالم عاجز ہے) بلکہ اللہ و رسولؐ جو کچھ فرمائیں ہمارا کام بس اس پر ایمان لانا ہے ہاں ثبوت مستند طریقے سے ہونا چاہیئے ـــــ ورنہ اگر ہم ان چیزوں میں بھی اپنی بیمار عقلوں اور ماؤف ذہنوں کا معیار بنائیں گے تو دین کی بہت سی بنیادی اور مسلم حقیقتیں ہمارے نزدیک اور مشتبہ ہو جائیں گی۔ مثلاً ایمان کے نتیجہ میں ہمیشہ اور ابدالآباد تک جنت میں عیش کرنا اور کفر و شرک کے نتیجہ میں ہمیشہ دوزخ میں جلنا وہ حقیقت ہے جس کو قرآن مجید نے سینکڑوں جگہ بیان فرمایا ہے، لیکن کتنے احمق یورپ زدہ لوگ ہیں جن کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایمان اور کفر کے انجام میں اتنا بڑا فرق کیوں ہے۔ بہرحال جس عمل کا جو ثواب یا جو عذاب صحیح اور مستند طریقے سے معلوم ہو جائے ہمیں اس پر یقین کر کے اس ثواب کے حاصل کرنے یا اس عذاب سے بچنے کی فکر کرنا چاہیے۔ ایمانی طریقہ کار یہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو افطار کرانے اور کھانا کھلانے کا یہ ثواب بیان فرما کر آگے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ۔ اس مہینہ کا (یعنی رمضان) کا پہلا حصّہ رحمت کا ہے درمیانی مغفرت کا ہے اور آخری حصّہ جہنم سے آزادی کا ہے۔

اس حدیث کی شرح کرنے والے علماء نے خطبہ کے اس جزء کے کئی مطلب بیان کیے ہیں ان میں سب سے زیادہ میرے دل کو لگتا ہے وہ یہ ہے کہ رمضان کی برکتوں میں حصہ لینے والے آدمی تین طرح کے ہو سکتے ہیں۔ ایک وہ ابرار اور علماء اور اولیاء اللہ جو تقوے اور پرہیزگاری کی وجہ سے اور مسلسل توبہ اور استغفار کی وجہ سے گناہوں کی ناپاکی سے صاف رہتے ہیں تو ان حضرات پر تو شروع مہینہ ہی سے بلکہ رمضان کی پہلی رات ہی سے رحمت اور انعام کی بارشیں ہونے لگتی ہیں۔ دوسرا طبقہ ان بندوں کا ہے جو معمولی اور ہلکے درجہ کے گنہگار ہوتے ہیں تو یہ لوگ جب رمضان کے ابتدائی حصّہ میں روزوں کے اور دوسرے اعمالِ حسنہ کے ذریعہ اپنے گناہوں کی کچھ تلافی کر دیتے ہیں اور اپنے حالات کو درست کر لیتے ہیں تو درمیانی حصہ میں ان کو معافی دے دی جاتی ہے اور ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور تیسرا طبقہ ان لوگوں کا ہے جن کے گناہ اس دوسرے طبقہ والوں سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور جن کا دینی حال ان سے زیادہ خراب ہوتا ہے اور وہ گویا اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کے مستحق بن چکے ہوتے ہیں۔ تو اس طبقہ والے بھی جب رمضان کے ابتدائی اور درمیانی حصّہ میں روزے رکھ کے اور دوسرے اچھے اعمال کر کے اپنی سیاہ کاریوں کی کچھ تلافی کر لیتے ہیں اور اللہ کے سامنے روتے دھوتے ہیں تو ان کو بھی جہنم سے آزادی دے دی جاتی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس ارشاد کا حاصل یہ ہوا کہ پہلی قسم کے مستحقینِ رحمت کے لیے تو رحمت کا دور دورہ شروع مہینہ ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور درمیانی حصّہ میں دوم درجہ والوں کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے اور آخر میں ان لوگوں پر بھی کرم کیا جاتا ہے جو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم کی فہرست پر چڑھ چکے ہوتے ہیں تو رمضان کے آخری حصّہ میں ان کو بھی چھٹی دے دی جاتی ہے۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

پیچھے نہ ہوں اور اس کی بزرگی و عظمت کے سامنے تمام باکمال "اعترافِ عجز" پر مجبور رہیں۔ اس لیے خدائے علیم و حکیم نے ہر عیب اور ہر سقم سے پاک "قرآن مجید" جیسی عظیم الشان کتاب آپؐ پر نازل فرمائی اور خود فرمایا کہ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ یعنی یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے مندرجات اور بیان کردہ حقائق میں ایک ادنیٰ سے شک و شبہ کی بھی گنجائش تک نہیں اس کے باوجود اگر کوئی قوم یا فرد کتاب اللہ کا منزل من اللہ ہونا تسلیم نہ کرے تو قیامت تک کے لیے دنیا بھر کے لوگوں کو خدا کی طرف سے چیلنج ہے کہ ـــ

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

"اگر تمہیں اس کتاب میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورۃ اس جیسی (بنا کر) لے آؤ۔"

اور اپنے دعوے کی صداقت منوانے کے لیے اُدْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ اللہ کے سوا تمہارے جس قدر حمایتی ہوں انھیں سے بھی بلا لو لیکن اگر تم مقابلہ نہ کر سکو وَلَنْ تَفْعَلُوْا اور ہمارا چیلنج ہے کہ تم کبھی ایسا نہ کر سکو گے۔ اگر پھر بھی قرآن کی حقانیت تسلیم کرنے سے کوئی شخص انکاری ہو تو پھر فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ حق واضح ہو جانے پر بھی تسلیم نہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو کامل مومن بنائے اور اعمالِ صالح کی توفیق بخشے (آمین)

دعائے صحت

شیخ المعقول والمنقول یادگارِ سلف تلمیذِ خاص حضرت کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا عبدالخالق صاحب مدظلہ سخت تکلیف میں ہیں اور صاحبِ فراش ہیں رعشہ کی تکلیف نے نہایت ضعیف کر دیا ہے۔ جملہ مسلمین بالخصوص حضرت مدظلہٗ کے متوسلین سے دعا کی درخواست ہے۔ آج کل آپ کوٹلہ رحم علی شاہ جتوئی میں خلیل احمد شاہ کے پاس مقیم ہیں۔

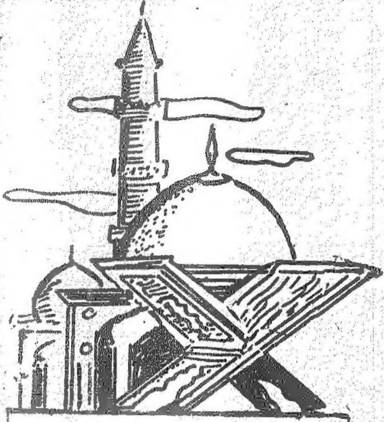
(احقر محمد عمر مدرس مڈل سکول پکا گھلواں خانگڑھ)

اِجتماع
نماز جمعۃ المبارک
۲۹ ستمبر ۱۹۷۲ء

افضل تر اور عالی مرتبہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ——— تمام انبیاءؑ سے
قرآن مجید ——— تمام کتابوں سے
امّتِ محمدیہ ——— تمام امتوں سے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کا خطاب



مرتب:- عبدالرشید انصاری، لائلپور

الحمد للہ وکفی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خون بستہ سے پیدا کیا اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم والا ہے جس نے قلم سے سکھایا انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

اسلام مذہب علم ہے "قرآن کریم" کتاب علم و حکمت اور نور معرفت ہے رمضان المبارک دینی تعلیم اور معرفت الٰہی حاصل کرنے کے لیے کربستہ ہو جانے اور جہالت و گمراہی سے نجات حاصل کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔

نزولِ قرآن کی سالگرہ

ماہِ رمضان المبارک "نزول قرآن" کی سالگرہ ہے جو چودہ سو برس سے صیام و قیام، ذکر الٰہی اور فکر آخرت اپنا کر امت مسلمہ ہر سال مناتی ہے۔ مومن کا ہر عمل خدا کی رضا کے لیے خدا کے حکموں کے مطابق انجام پانا چاہیئے۔ رنج و غم ہو یا سکھ اور چین مصائب و مشکلات ہوں یا مسرت اور راحتیں، کسی حال میں بھی اتباع احکام الٰہی سے غفلت نہیں ہونی چاہیئے اس لیے نزولِ قرآن کا جشن منانے کے لیے بھی ضروری ہے کہ رمضان المبارک میں برائیوں سے مکمل اجتناب ہو اور نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔

یہودیوں کا رشک

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی پر اپنی تمام نعمتیں مکمل کر دیں اور آپ کو تمام انبیاء و رسل پر، آپ کی امت کو تمام امتوں پر اور قرآن مجید کو تمام کتابوں پر فضیلت عطا فرمائی اور اعلان فرما دیا کہ۔

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ (آیت ۳۔ سورہ مائدہ)

"آج میں تمہارے لیے تمہارا دین پورا کر چکا اور میں نے تم پر احسان پورا کر دیا اور تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا"

یہودیوں نے ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن جس میں یہ آیت نازل ہوئی ہر سال جشن اور عید منایا کرتے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تم تو سال میں ایک دن خوشی مناتے ہم ہر جمعہ خوشی مناتے ہیں اور سال کے بعد تو پورا ماہ رمضان المبارک جشن مناتے ہیں۔

ضرورت وحی

مخلوق پر فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنے خالق اور پالنہار کے حکموں کو ماننے اور اپنی خواہش اور چاہت چھوڑ کر خالق مالک کی رضا پر عمل کرے مخلوق کا بھلا اسی میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام کیا ہیں؟ اور ان پر کس طریقہ سے عمل کیا جائے؟

یہ قدرت کی عظیم کارفرمائی ہے کہ خون بستہ کے بے جان لوتھڑے میں روح ڈال کر اُسے تعمیر کائنات اور تسخیر کائنات کے قابل بنا دیا

یہ بتلانے اور سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے اور سب سے آخر میں رحمت دوعالم حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور آپ پر مقدس اور مکمل کتاب قرآن مجید نازل فرمائی اور تمام نوع انسانی کو اس کے پڑھنے سمجھنے اور سنت نبوی کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ احسان عظیم جتلا کر اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا حکم فرمایا کہ ہم نے انسان کو صفتِ علم سے نوازا ہے جس سے دوسری تمام مخلوقات پر اسے شرف و برتری نصیب ہوئی حالانکہ اس کی حیثیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ جمے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا تھا یہ ہماری ہی قدرت کی کار فرمائی ہے کہ اس میں روح ڈالی۔ اور اسے تسخیر کائنات اور تعمیر کائنات کے قابل بنا دیا اور اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت کاملہ اور اپنی مخلوق پر رحمت و شفقت ہی تو ہے اس نے ایک اُمّی دریتیم کو تمام سعادتیں عطا کر کے ختم المرسلینی کے منصب جلیلہ پر فائز فرما دیا۔

پہلی وحی

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

یہ پانچ آیتیں (اقرأ سے مالم یعلم تک) قرآن کی سب آیتوں اور سورتوں سے پہلے اتریں۔ آپ "غار حرا" میں خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے کہ اچانک حضرت جبریلؑ وحی لے کر آئے اور آپ کو کہا "اِقْرَاْ" (پڑھیئے) آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ (میں پڑھا ہوا نہیں)، جبریلؑ نے کئی بار آپ کو زور زور سے دبایا اور بار بار وہی لفظ "اِقْرَاْ" کہا آپ وہی مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ جواب دیتے رہے۔ تیسری مرتبہ جبریلؑ نے زور سے دبا کر کہا "اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الخ" یعنی اپنے رب کے نام کی برکت اور مدد سے پڑھیئے۔ مطلب یہ ہے کہ جس رب نے ولادت سے اس وقت تک آپ کی ایک عجیب اور نرالی شان سے تربیت فرمائی جو پتہ دیتی ہے کہ آپ سے کوئی بہت بڑا کام لیا جانے والا ہے۔ "خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ" میں خدائے قدیر و بصیر نے انسان کو وہ وقت یاد دلایا جب وہ شکم مادر میں بے جان لوتھڑا تھا اسے تخلیقی اور تدریجی رحمتوں سے نوازا۔ آج اگر وہ دنیا میں اپنے رب کی عطا کردہ حصول علم کی "صلاحیت" بروئے کار لائے تو اسے بیشمار نعمتیں عطا کی جائیں گی۔

حضرت مولانا عثمانیؒ نے لکھا ہے۔

جمے ہوئے خون میں نہ حس ہے نہ شعور، نہ علم نہ ادراک، محض جماد لا یعقل ہے، پھر جو خدا جماد لا یعقل کو انسان عاقل بناتا ہے وہ ایک عاقل کو کامل اور ایک اُمّی کو قاری و عالم نہیں بنا سکتا؟

چنانچہ تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کریمی کا ذکر فرمایا کہ اپنے اس رب کے نام سے پڑھیئے جو کرم و بخشش والا ہے۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں۔

یعنی آپ کی تربیت جس شان سے کی گئی اس سے اپنی کامل استعداد اور لیاقت نمایاں ہے جب ادھر سے استعداد میں قصور نہیں اور ادھر سے مبدأ فیاض میں بخل نہیں بلکہ وہ تمام کریموں سے بڑھ کر کریم ہے پھر وصول فیض میں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔

سرزمین حجاز جو ادیبوں شاعروں اور قادر الکلام لوگوں کا مسکن تھی جہاں کے باشندے دنیا بھر کے لوگوں کو عجمی (گونگے) کہہ کر یاد کرتے تھے۔ سب سے پہلے ان لوگوں کو دین حق کی دعوت ملنا تھی جس فن میں ان لوگوں کو اپنے باکمال ہونے کا دعویٰ تھا اور یہی کمال ان کے ہاں وجۂ افتخار تھا ضروری تھا کہ "داعی دین حق" اس معاملہ میں ان سے کسی طرح بھی

(باقی صفحہ ۲ پر)

مقابلۂ شمشیر و نظر

نبی کریمؐ کی چشمِ کرم اور فاروقِ اعظمؓ کا قبولِ اسلام

حضرت کیفیؔ چریاکوٹی مرحوم

کبھی تقدیر بھی جب مائلِ تدبیر ہوتی ہے
تو اس کی ہر ادا میں اک نئی تاثیر ہوتی ہے
جگر کو چاک کر دیتی ہے دل کو کھینچ لیتی ہے
نہ وہ شمشیر ہوتی ہے نہ نوکِ تیر ہوتی ہے
بنا ہی دیتی ہے دم بھر میں یہ بگڑے مقدّر کو
کہ جس مٹی کو چھو لیتی ہے وہ اکسیر ہوتی ہے

عمل میں اس کے درپردہ خدا کا ہاتھ ہوتا ہے
خدا پردہ اٹھا کر آپ اس کے ساتھ ہوتا ہے

عمرؓ ہیں گامزن اور ہاتھ میں شمشیرِ بُرّاں ہے
چڑھی آنکھیں ہیں بل ابرو پہ ہے اور تیغ عریاں ہے
بھرا ہے منہ میں کف لرزہ بدن پر ہاتھ گردش میں
رواں ہیں اسطرح جیسے کوئی شعلہ بداماں ہے
وہ سرعت چال کی جس پر نظر جمنا بہت مشکل
زمیں پر جس طرح سے آسماں کی برق جولاں ہے

یہ کیا ساعت ہے؟ کیسا وقت ہے؟ کیسا زمانہ ہے؟
نگاہِ بد کا بدرِ کاملِ گردوں نشانہ ہے

بتا دوں صاف میں اس کو کہ اس کے بعد کیا ہو گا
نظر اور حسنِ دلکش کی ادا کا سامنا ہو گا
کھلے گا خود بخود بے ساختہ آغوشِ اُلفت کا
وہی قطرہ جو گم تھا آج دریا سے ملا ہو گا
نگاہوں میں سما جائے گی خودداری محبّت کی
وہی ناآشنا یعنی حقیقت آشنا ہو گا

نکل کر بحر سے دریا بہے گا وہ روانی میں
بھڑک اٹھے گا پھر جس دم لگے گی آگ پانی میں

وہ صُورت جس کے قدموں پر ہو سجدے کی جبیں صدقے
وہ باتوں کی ادائیں جس پہ ایمان و یقیں صدقے
وہ جنبش لب کی جس پر دلکشی ہو جان سے قرباں
وہ آنکھیں جن کے نظارے پہ ہوں دنیا و دیں صدقے
وہ ٹھوکر جس سے بختِ خفتہ بھی بیدار ہو جائے
وہ خاکِ پا کہ جس پر شوکتِ تاج و نگیں صدقے

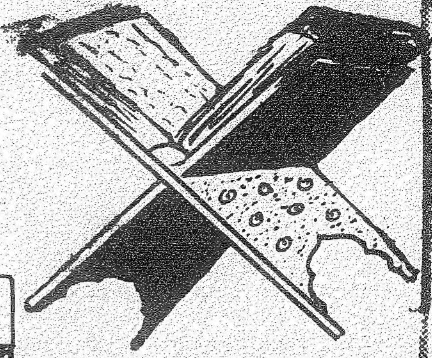
نکل آیا وہ گوشے سے کہ جیسے چاند ہالے سے
بہت مشکل تھا نظارہ سنبھل جاتا سنبھالے سے

کہا اس نے عمرؓ! تم کس لئے آئے تھے سچ کہنا؟
نگاہوں نے سراپا حسن کا جو یک بیک دیکھا
زباں پر مہرِ خاموشی تھی آنکھیں محوِ حیرانی
بدن پر سر سے پا تک لرزہ دل بیچارہ کانپ اٹھا
عمرؓ کی ضبطِ رعبِ حسن سے کچھ بھی نہ بن آئی
کلیم اللہ کو تو ایک "ارنی" کا سہارا تھا

کہا تو یہ کہا میری زبان دلخواہ کہتی ہے
مرے پیارے محمدؐ کو رسول اللہ کہتی ہے

عمرؓ کو جذبِ قسمت سایۂ اُلفت میں جب لایا
صلہ یہ دے کے دل فاروقِ اعظمؓ کا لقب پایا
اسے دیکھو ستارہ جب مقدّر کا چمک اُٹھا
بنا مہرِ درخشاں اور کل عالم پہ وہ چھایا
اسے بھی دیکھ لو آ کر کہ وہ تحریرِ قسمت ہے
زبانِ حسن نے اس عشق کو جو کچھ ہے فرمایا

غرض جو کچھ بھی ہے توفیقِ یزدانی کی صُورت ہے
نہ ہمّت ہے نہ طاقت ہے، نہ دولت ہے، نہ ثروت ہے



مجلسِ ذکر
میں
[illegible] ستمبر ۱۹۷۲ء
رپورٹ : عبدالرشید انصاری

رمضان المبارک

احتساب نفس
گناہوں کی مغفرت
رحمتوں کا نزول

اگر کوئی گالی دے تو اسے کہہ دو میرا روزہ ہے اِسلیے میں آپ سے لڑ جھگڑ نہیں سکتا،

جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ کا خطاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفٰی وسلام علی
عبادہ الذین اصطفٰی - اما بعد

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔ کہ اُس نے ہمیں یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اسلام اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے ہماری ساری عبادتیں اجتماعی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا جماعت پر ہاتھ ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر اپنی عبادت اور ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

اللہ تعالیٰ کا کلام پاک قرآن مجید اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت تمام عالمین کے لئے ہے۔ حضرت نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا ارشاد ہے کہ اگر دنیا میں کسی جگہ انسانی آبادی کا اب پتہ چلے۔ تو اُن کے لئے بھی حضورؐ نبی ہیں۔ اور اُن کے لئے بھی یہی قرآن لائحہ عمل ہے۔ اور قیامت کے دن اسی قرآن و حدیث کے مطابق اُن کے فیصلے ہوں گے۔ ساری دنیا کے لئے اور خصوصًا مسلمانوں کے لئے اللہ اس کے رسول اور قرآن مجید رحمت ہی رحمت ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمتوں کا حقدار بنائے اور ہم سب کو رحمتوں والے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

اب رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آ رہا ہے۔ جس میں نفلی عبادتیں فرض اور فرضی عبادتیں ،، فرضوں کے برابر بن جاتی ہیں شیطین جکڑ دئے جاتے ہیں۔ جنت اور رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ شعبان کا مہینہ میرا ہے۔ اور رمضان کا مہینہ اللہ تعالےٰ کا ہے۔ آپؐ شعبان کے مہینہ میں اکثر روزے رکھتے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کہ اگر حضورؐ اس مہینہ میں روزہ رکھتے۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب افطار کریں گے ہی نہیں۔ آج مسلمانوں میں ایک کمزوری ہے۔ اور اُن کی بدقسمتی ہے۔ کہ وہ فرض نمازوں کے ساتھ نفل نمازیں تو پڑھتے ہیں۔ لیکن فرض روزوں کے نفلی روزے نہیں رکھتے اولیاء کرام اور بزرگان دین کا نفلی روزے رکھنے کا معمول تھا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ حاصل کیا اور مرتبہ پایا۔ وہ سب رات کی نماز اور روزے سے پایا۔ ہمارے اکابرین دیوبند ایام بیض کے روزے ضرور رکھا کرتے تھے۔ یعنی ہر چاند کے مہینہ کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کے روزے۔ لیکن دوسری طرف ہم ہیں۔ کہ ہمیں نفلی روزے رکھنے کا شوق ہی نہیں۔ روزے رکھنے سے جو رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اُن کا کوئی حساب ہی نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ روزہ میرے لئے ہے۔ اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں۔ حسن نیت اور اخلاص کے اعتبار سے اس کی کوئی حد ہی نہیں۔ جتنا اللہ تعالےٰ چاہے اتنا بڑھا دے۔ رمضان المبارک کے مہینہ میں آپ اللہ کی یاد میں رطب اللسان ہوں۔ زبان سے کوئی گالی گلوچ غیبت اور بڑی بات نہ نکالیں۔ اگر کوئی آپ سے جھگڑا یا لڑائی کرے۔ تو آپ اُسے صرف یہ کہہ دیں۔ کہ میرا روزہ ہے۔ اس لئے میں تم سے لڑ جھگڑ نہیں سکتا۔ رمضان کے مہینے میں مسلمانوں کو ہر ناجائز کام سے بچنے اور نیک اعمال کرنے کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم سے رمضان میں حلال خورد ونوش کو چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ وہ غیر رمضان میں حرام اور مشتبہ مال کے قریب بھی نہ جائے۔ اس مبارک مہینہ میں عبادت اور ذکر اللہ کی کثرت کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر انسان ہر کام کرنے سے پہلے سوچتا ہے۔ کہ آیا اس میں اللہ راضی ہے یا ناراض

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ اللہ کی عبادت اس طرح کرو۔ جیسے کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ خیال پختہ نہیں ہوتا۔ تو یہ خیال کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور یہی احسان ہے۔ جس کو یہ خیال پیدا ہو جائے وہ کبھی ڈاکو۔ چور۔ بے ایمان۔ بد دیانت۔ بدکردار نہیں ہو سکتا۔ جب روزہ میں فلسفہ سمجھا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے۔ وہ ہمارے سارے اعمال اور دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے۔ اور ہم کیوں چھپ کر کھائیں پائیں۔ تو وہ پھر کبھی برائی نہیں کریگا کبھی رشوت کے قریب نہ جائے گا بے ایمانی دھوکہ بازی نہ کرے گا۔ اور کبھی ڈنڈی مار کر سودا نہیں تولے گا۔ اُسے یقین ہوگا کہ میں لوگوں کی نظروں سے بچ سکتا ہے۔ لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نظروں سے نہیں بچ سکتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح سوچنے اور یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حضرات! آپ اپنی زندگی کو غنیمت سمجھیں اپنا محاسبہ کریں۔ کہ پچھلے رمضان سے اب تک کیسے وقت گزارا ہے۔ کتنے اعمال صالحہ اور کتنے بد اعمال کئے ہیں ابھی وقت ہے معافی مانگنے کا۔ توبہ استغفار کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے اس۔ لئے رمضان کے مہینے میں دن کو روزہ رکھیں۔ اور رات کو عبادت میں گزاریں آپ اپنے فرائض کو پہچانیں۔ اپنی اور بیوی بچوں کی اصلاح کریں۔ جس طرح جسمانی بیماری کے وقت ڈاکٹر کی طرف خود بھی رجوع کرتے ہیں۔ اور بیوی بچوں کو بھی ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں یا ڈاکٹر کو ان کے پاس لاتے ہیں۔ اسی طرح آپ پر فرض ہے۔ کہ روحانی امراض کے لئے بھی ان کا علاج کروائیں۔ خود نماز پڑھیں۔ ان کو بھی نماز پڑھائیں۔ ذکر اللہ خود بھی کریں۔ اور انہیں بھی ذکر اللہ کی دعوت دیں۔

★

مسلمان کی تعریف اور اجماعِ امّت

استاذ العلماء
مولانا عبدالخالق صاحب مدظلہٗ
بیٹ سیال
ضلع مظفر گڑھ

اجماع کے معنی ہیں مجتہدین ملت کا اتفاق۔ مجتہدین وہ لوگ ہیں جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اپنے علم کی بنا پر غور و حکم لگانے اور فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اجماع کے اختیار کی بنیاد ایسے اصول پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ امکان خطا سے حفاظت کرے گا۔ کیونکہ ابن ماجہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث درج ہے کہ:-

"میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی"

اجماع سے متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق احکام معین کر دیئے جاتے تھے اور جب وہ ایک دفعہ معین ہو جاتے تھے تو دین کا جزو لاینفک بن جاتے تھے اور اس کا انکار کرنا کفر قرار دیا جاتا۔

چنانچہ مدت گزری۔ بندہ نے تعریف مسلم پر علماءِ وقت سے سوالات کیے تھے کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے پچھلے دنوں حضرت مفتی صاحب مدظلہٗ نے قومی اسمبلی میں مطالبہ فرمایا کہ دستور میں مسلمان کی تعریف کی جائے جس پر ہمارے محترم مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات نے اعتراض کیا کہ مسلمان کی تعریف پر علماء متفق نہیں چنانچہ وہ جوابات نقل کر دیئے جاتے ہیں۔

س:- مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

ج:- از مولانا ابوالحسنات قادری۔ جو توحید باری تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو۔ تمام انبیاء کی نبوۃ کی تصدیق کرتا ہو اور خاتم الانبیاء کی ختم نبوت پر اور خاتم الانبیاء کی ہدایات کے واجب الاطاعت ہونے اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمان ہے۔

س:- کیا تارک الصلوٰۃ مسلم ہوتا ہے؟

ج۔ لیکن منکر الصلوٰۃ مسلم نہیں ہو سکتا۔

از شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ امیر انجمن خدام الدین و جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان۔

جو قرآن پر خاتم الانبیاء کے ارشادات اور آپ کی ختم نبوۃ پر ایمان رکھتا ہو مسلم کہلانے کا حق دار ہے مسلم کہلانے کے لیے اس سے زیادہ عقیدے یا زیادہ عمل کی ضرورت نہیں۔

مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی پاکستان۔

ج:- جو توحید۔ تمام انبیاءؑ پر۔ تمام الہامی کتب پر، ملائکہ پر، قیامت پر ایمان رکھتا ہو، مسلمان ہے۔

س۔ کیا ان باتوں کے زبانی اقرار سے مسلم کہلانے کا استحقاق ہو جاتا ہے اور اسلامی مملکت میں اقرار کرنے والے کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کیا جا سکتا ہے؟

ج:- جی ہاں۔

س:- جو شخص ان تمام باتوں پر ایمان کا مظہر اور مدعی ہو اس کے عقیدے کے وجود پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے؟

ج۔ یہ پانچ شرائط بنیادی ہیں جو ان شرائط میں سے کسی شرط میں کوئی تبدیلی کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

از مفتی شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی نیلا گنبد لاہور

ج۔ مسلمان فارسی لفظ ہے اور مسلم و مومن عربی، مسلمان و مومن میں فرق ہے مومن کی مکمل تعریف میرے لیے ناممکن ہے کیونکہ اس کے لیے بے شمار صفات درکار ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اقرار کرتا ہے وہ مسلم ہے اس کو توحید الٰہی و رسالت انبیاء علیہم السلام اور یوم قیامت پر ایمان رکھنا چاہیے جو شخص ان تمام امور پر ایمان نہیں رکھتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح بے شمار دیگر امور بھی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر پہنچے ہیں۔ مسلم ہونے کے لیے ان سب امور پر ایمان لانا ضروری ہے۔ میرے لیے ان تمام امور کی فہرست پیش کرنا قریب قریب ناممکن ہے۔

حافظ کفایت حسین ادارہ تحفظ امور شیعہ

ج۔ جو شخص توحید پر، نبوۃ پر، قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمان کہلانے کا حق دار ہے تین بنیادی عقاید ہیں شیعوں اور سنیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، ان تینوں پر ایمان رکھنے کے علاوہ اور بے شمار ضروریاتِ دین ہیں۔ مثلاً عقیدۂ ختم نبوت، احترام کلام، وجوبِ نماز، وجوب روزہ، وجوب حج مع الشرائط اور دوسرے بے شمار ضروریاتِ دین ہیں۔

از مولانا عبدالحامد بدایونیؒ بریلوی

ج۔ جو شخص ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہے وہ مومن ہے اور ہر مومن مسلمان کہلانے کا حق دار ہے۔

س:- ضروریاتِ دین کون کونسی ہیں۔

ج۔ جو شخص پانچ ارکان اسلام پر اور ہمارے رسول پاک کے آخری پیغمبر ہونے پر ایمان رکھتا ہے وہ ضروریات دین کو پورا کرتا ہے۔

س۔ کیا آپ سارق، خائن، غاصب، زانی، وغیرہ کو مسلمان نہ کہیں گے؟

ج۔ ایسا شخص اگر ان عقائد پر ایمان رکھتا ہے جو مذکورہ بالا سطور میں بیان کیے گئے ہیں وہ مسلمان ہے۔

از مولانا امین احسن اصلاحی

ج:- مسلمان دو قسم ہے، ایک سیاسی، دوسرا حقیقی۔ سیاسی مسلمان کہلانے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شخص توحید الٰہی پر ایمان رکھتا ہو۔ (۲) ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہو یعنی اپنی زندگی کے تمام معاملات کے متعلق ان کو آخری سند تسلیم کرتا ہو۔ ہر چیز کی تقدیر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھتا ہو، روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔ قرآن مجید کو آخری کتاب یقین کرتا ہو، مکہ معظمہ کا حج کرتا ہو۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا قائل ہو، اسلامی معاشرہ کے ظاہری قواعد کی تعمیل کرتا ہو، زکوٰۃ رکھتا ہو۔ جو شخص ان تمام شرائط کو پورا کرتا ہو، روزہ رکھتا ہو، جو شخص ان تمام شرائط کو پورا کرتا ہو وہ ایک اسلامی مملکت کے پورے شہری حقوق کا مستحق ہے ہر ان دس امور کے محض ایمان کا اقرار بلا عمل بھی مسلمان کہلانے کے لیے کافی ہے اور حقیقی مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر یقین اسی طرح ایمان رکھتا اور عمل کرتا ہو جس طرح وہ اس پر عاید کیے گئے ہیں۔

س۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ صرف حقیقی مسلمان ہی مرد صالح ہے؟

ج:- جی ہاں

س۔ اگر کوئی سیاسی مسلمان ان باتوں پر ایمان نہ رکھتا ہو جس کو آپ نے ضروری بتایا ہو تو کیا آپ اس کو بے دین کہیں گے۔

ج۔ جی نہیں۔ میں اسے بے عمل کہوں گا۔

علماء کرام نے مسلمان کی جو تعریف کی ہے یہ سب تعریفیں معنیٰ کے اعتبار سے آپس میں موافق ہیں اختلاف فقط لفظی ہیں اس لیے مسلمان کی تعریف پاکستان کے آئندہ مستقل دستور میں اختلاف اور نزاع کا باعث نہیں بن سکتی

سانحۂ ارتحال

ساہیوال میں خدام الدین کے ایجنٹ جناب سید الطاف الرحمٰن شاہ کے صاحبزادے سید محمد عابد کا سات سال کی عمر میں انتقال ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ قارئین خدام الدین سے دعا کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

ضروری اعلان

دینی مدارس کے منتظمین، مذہبی اداروں کے سربراہوں اور جملہ قارئین خدام الدین سے گزارش ہے کہ وہ خبریں برائے اشاعت ارسال کرتے وقت مبلغ پانچ روپے ضرور ارسال فرمایا کریں۔ ورنہ ادارہ تعمیل ارشاد سے معذرت خواہ ہے۔ اشتہارات کے لیے بھی رقم پیشگی آنی ضروری ہے۔ (ادارہ)

روزہ کے مسائل

○ وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے　○ روزہ کی قضا
○ وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے　○ روزہ کا فدیہ
○ وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے　○ افطار
○ سحور ○ تراویح ○ اعتکاف ○ شب قدر ○ روزہ کے مختلف مسائل

وہ چیزیں جن سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکرُوہ ہو جاتا ہے

مندرجہ ذیل اشیاء سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے احتیاط لازمی ہے۔

۱۔ بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا۔ ۲۔ نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا (۳) باوجود غسل فرض ہونے کے تمام دن ناپاک رہنا (۴) کسی مریض کے لیے خون دینا یا فصد کھلوانا (۵) غیبت، جھوٹ، چغلخوری، طعن و تشنیع کرنا (۶) گالی گلوچ کرنا، آپس میں لڑنا جھگڑنا (۷) جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹا مقدمہ لڑنا اور اس قسم کے تمام معاصی کے ارتکاب سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ (۸) قصداً منہ بھر سے کم قے کرنا اگر روک سکتا ہو اور پھر نہیں روکی اور قصداً قے کر دی تو منہ بھر سے کم ہو گی تو فقط مکروہ ہے اور اگر منہ بھر کر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کی فقط قضا ہے کفارہ نہیں اور اگر خود بخود قے ہو گئی تو مکروہ بھی نہیں ہو گا۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ کھولنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل حالتوں میں روزہ کو توڑ دینا جائز ہے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

۱۔ بچھو، سانپ یا کوئی زہریلا جانور اگر کاٹ لے (۲) حاملہ عورت کی حالت اگر خراب ہونے لگے (۳) دودھ پلانے والی عورت کو اپنی یا بچہ کی جان کا خطرہ ہو جائے (۴) کسی شخص پر ایسے مرض کا حملہ ہو جائے کہ بغیر روزہ کھولے جان بچنا مشکل ہو (۵) مسافر کی حالت اگر بگڑنے لگے تو وہ خود توڑ سکتا ہے (۶) اگر کسی مقیم شخص کی حالت بگڑنے لگے تو اسے کسی ماہر ڈاکٹر یا حکیم سے مشورہ کے بعد کھولنا چاہیے۔ اگر دیندار طبیب جان کا خطرہ بتلائے تو توڑ دے ورنہ نہ توڑے (۷) اگر کسی کو قتل کی دھمکی دے کہ روزہ توڑ دیا جائے تو اس کو واقعی جان کا خطرہ ہو تو روزہ توڑ سکتا ہے۔

وہ چیزیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے مگر قضا واجب ہو گی۔

۱۔ شرعی مسافر جو کم از کم ۴۸ میل کی نیت کر کے گھر سے نکلا ہو۔ بستی سے نکلتے ہی مسافر شمار ہو جاتا ہے (۲) بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو (۳) مرض کے بڑھ جانے کا خطرہ ہو (۴) جو عورت حاملہ ہو اور اس کو اپنی یا بچہ کی جان کا خوف ہو (۵) جو عورت دُودھ پلاتی ہو خواہ اپنے بچہ کو یا دوسرے کے بچہ کو اور روزہ کی وجہ سے دودھ نہ اترنے کا اندیشہ ہو اور بچہ کی ہلاکت یا کمزوری کا خوف ہو۔

ان مندرجہ بالا حضرات کے لیے بھی احترام رمضان ضروری ہے۔ کھلم کھلا کھاتے پیتے نہ پھریں۔

روزہ کی قضا

اگر کسی عذر کی وجہ سے روزے چھوٹ گئے ہیں تو مندرجہ ذیل طریق پر ان کی قضا ہو گی:۔

۱۔ جس عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا گیا تھا جب وہ عذر ختم ہو جائے تو جلد از جلد روزوں کی قضا شروع کر دے (۲) قضا کرنے والے کو اختیار ہے چاہے ایک ایک کر کے یا دو دو کر کے قضا کر لے، چاہے پے در پے اکٹھے رکھ لے۔ (۳) اگر مسافر گھر لوٹنے سے پہلے یا مریض تندرست ہونے سے پہلے ہی مر جائے تو ان فوت شدہ روزوں کا نہ کوئی گناہ ہے نہ کفارہ و قضا (۴) اور اگر تندرست ہونے کے بعد یا گھر واپس آجانے کے بعد دس پانچ روزے ایسے آگئے ہیں کہ جن میں کچھ روزے قضا کر پایا تھا کہ انتقال ہو گیا تو باقی معاف ہیں (۵) البتہ اگر وقت میسر آنے کے باوجود قضا کے روزے نہیں رکھے تو کل روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کر دینا واجب ہے (۶) اگر مرنے والا وصیت کر جائے تو اس کے مال سے فدیہ دلوایا جائے گا اور اگر وصیت نہ کی گئی ہو تو پھر بالغ ورثاء کو اختیار ہے اگر وہ چاہیں تو مُردہ کی طرف سے فدیہ دے سکتے ہیں۔

روزہ کا فدیہ

مندرجہ ذیل صورتوں میں روزہ کی بجائے فدیہ واجب ہوتا ہے:۔

۱۔ جو شخص اس قدر بوڑھا ہو گیا ہو کہ گرمی سردی کسی وقت بھی روزہ نہ رکھ سکے اور مسلمان دیندار حکیم و ڈاکٹر اس کے لیے روزہ مضر اور مہلک بتلا دیں تو وہ شخص صدقہ فطر کے برابر ایک ایک روزہ کا فدیہ دے سکتا ہے (۲) اگر کوئی شخص ایسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کہ اسے جانبر ہونے کا یقین نہیں ہے تو وہ بھی ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے سکتا ہے (۳) لیکن اگر یہ شخص کسی وقت چھوٹے سے چھوٹے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کے قابل ہو گیا تو روزے قضا کرنا ضروری ہوں گے۔ اور فدیہ کا ثواب علیحدہ مل جائے گا۔

افطار

افطار کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ و خیال رکھیں:۔

۱۔ غروب آفتاب کا یقین ہو جانے کے بعد فوراً افطار کر لینا چاہیے (۲) البتہ اگر آندھی بادل یا گرد و غبار کی وجہ سے غروب ہونے میں شک ہو تو دو چار منٹ تاخیر کرنا مستحب ہے۔ (۳) کھجور یا چھوہارے سے افطار کرنا مستحب ہے۔ (۴) افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

اور اگر یہ یاد نہ ہو تو اپنی مادری زبان میں ہی اللہ تعالےٰ کی اس توفیق اور ہمت عطا فرمانے پر شکریہ ادا کر دیا کریں۔

سُحور

سحری کے لیے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:۔

(۱) روزہ سے پہلے آخر رات میں سحری کھانا مسنون ہے۔ اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔ (۲) نماز شب کے بعد جس وقت بھی سحری کھا لی جائے سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے مگر رات کے آخری حصّہ میں کھانا افضل ہے۔ (۳) سحری میں تاخیر کرنا مستحب ہے مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح صادق ہو جائے اور روزہ ہی جاتا رہے (۴) سحری سے فارغ ہو کر دل ہی دل میں روزہ کی نیت کر لینا کافی ہے (۵) لیکن اگر زبان سے بھی یہ دعا پڑھ لے تو بہتر ہے۔ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ۔

روزہ کے مختلف مسائل

(۱) رمضان کے دنوں میں قضاء، کفارہ، نذر اور نفل وغیرہ کی نیت کرکے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ بھی رمضان ہی کا روزہ ہوگا اور کسی قسم کا نہیں ہو سکتا (۲) اگر کوئی شخص دن بھر بھوکا پیاسا رہا مگر روزہ کی نیت نہیں کی تو اس کا روزہ نہیں ہوگا (۳) اگر روزہ کی نیت کرلی گئی مگر ابھی صبح صادق نہیں ہوئی تو کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وقت شروع ہونے سے پہلے نیت کر لینے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔ (۴) قضا اور کفارہ کے روزہ کی نیت رات ہی سے کرنا ضروری ہے۔ اگر رات سے نیت نہ کی گئی تو یہ روزہ نفل ہوگا قضا و کفارہ کا نہ ہوگا۔ (۵) اگر کوئی شخص سارے رمضان مجنون رہے تو اس پر تندرستی کے بعد ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔ البتہ اگر ایک دن کو بھی رمضان میں ہوش و حواس ٹھیک ہو گئے تو پچھلے روزوں کی قضا ہوگی۔ اور آئندہ روزہ رکھنا فرض ہوگا (۶) اگر کوئی شخص پورے رمضان بے ہوش رہے یا کچھ دن رہے بہرحال اس پر تندرست ہو جانے کے بعد قضا واجب ہے (۷) نابالغ بچہ اگر روزہ توڑ دے تو اس پر نہ قضا واجب ہے نہ کفارہ۔

تراویح

(۱) رمضان شریف کے مہینے میں روزانہ نماز عشاء کے بعد بیس رکعت تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) بہتر یہ ہے کہ دو دو رکعت کی نیت باندھی جائے۔ لیکن اگر چار کی نیت باندھ لیں تب بھی جائز ہے (۳) تراویح میں ایک قرآن پاک پڑھنا اور سننا بھی سنت ہے۔ اور ایک قرآن سے زائد مقتدیوں کے شوق اور رغبت کے مطابق پڑھا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اگر سب قرآن سننے کے شوقین ہوں تو روزانہ ایک قرآن بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اگر شوق نہ ہو یا قرآن پاک کی بے حرمتی کا خدشہ ہو تو مکروہ ہے (۴) نابالغ بچوں کو تراویح میں بھی امام بنانا جائز نہیں ہے (۵) تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی ہیں مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں کی گرانی کی وجہ سے تخفیف کردیں تو جائز ہے (۶) جو شخص بعد میں آکر شریک ہوا ہو وہ پہلے اپنے فرض ادا کرے اس کے بعد تراویح میں شرکت کرے (۷) اگر کسی غلطی کی وجہ سے عشاء کے فرض نہ ہوئے ہوں اور ان کا اعادہ کرنا پڑے تو ان کے بعد جس قدر تراویح پڑھی گئی ہوں ان کا بھی اعادہ کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ تراویح فرضوں کے تابع ہے۔ جب فرض ہی نہیں ہوئے تو ان فرضوں کے بعد والی تراویح بھی نہیں ہوئی (۸) اگر کسی شخص کی کچھ تراویح چھوٹ جائیں تو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ لے اور تراویح بعد کو قضا کرے (۹) سوائے قرآن شریف میں کسی ایک سورت کے شروع میں بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔ (۱۰) قرآن پاک کے ختم کے روز قُلْ هُوَ اللّٰهُ کو تین بار پڑھنا ضروری نہیں ہے (۱۱) تراویح خود تو سنت مؤکدہ ہے مگر تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ اگر بعض لوگ جماعت سے پڑھ لیں اور بعض بغیر جماعت کے تو جائز ہے۔ مگر یہ لوگ مسجد کے ثواب سے محروم رہیں گے (۱۲) اگر کسی جگہ قرآن سنانے والا حافظ نہ مل سکے یا اجرت طلب کرے تو الم تر کیف سے تراویح پڑھ لیں مگر قرآن پر اجرت نہ دیں کہ ہمارے فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے محض بوجہ مجبوری صرف تعلیم پر اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔ تلاوت پر جائز نہیں ہے۔ لینا دینا دونوں گناہ ہیں (۱۳) تراویح میں اس قدر جلدی قرآن پڑھنا کہ جس سے حروف کٹنے لگیں اور صاف صاف الفاظ سمجھ میں نہ آویں بڑا گناہ ہے۔ اس صورت میں نہ امام کو ثواب ملتا ہے نہ مقتدیوں کو۔

اعتکاف

عشرہ اخیرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ جس کے لیے مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیے:-

(۱) ۲۰ رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے عید کا چاند نظر آنے تک ایسی مسجد میں قیام کرنا جہاں نماز با جماعت ہوتی ہو (۲) پیشاب، پاخانہ، غسل واجب اور وضو وغیرہ ایسی حاجات ضروریہ جو مسجد میں پوری نہ ہوں۔ ان کے علاوہ اور کسی کام سے باہر نہ نکلے (۳) اعتکاف کے زمانہ میں خاموش رہنا بھی مکروہ ہے البتہ بیکار اور فضول باتوں سے پرہیز کرے (۴) اپنا وقت زیادہ تر نوافل، تلاوت قرآن پاک اور ذکر و شغل میں گزارے (۵) اگر کسی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو تو نماز جمعہ کے لیے دوسری مسجد میں جا سکتا ہے۔ مگر صرف اتنا پہلے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ مسنونہ (عربی) سن سکے۔ (۶) اگر جامع مسجد میں کچھ تاخیر بھی ہو جائے، تو اعتکاف میں کوئی خرابی نہیں آتی (۷) غسل جمعہ یا گرمی کے غسل کے لیے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں (۸) اگر طبعی اور شرعی ضرورت کے علاوہ بھول کر یا جان کر ایک منٹ کے لیے بھی مسجد سے باہر نکل گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ جس کو قضا کرنا پڑے گا۔ (۹) رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر پوری بستی میں کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے۔

شب قدر

رمضان شریف کے آخری عشرہ میں کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے۔ اس لیے ان راتوں کو عبادت میں گزارنا چاہیے تاکہ انعام خداوندی سے محروم نہ رہے۔ مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے:

(۱) ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹- ان طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہے۔

۲- ابوداؤد شریف کی ایک حدیث سے مترشح ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب میں شب قدر ہوتی ہے۔ اس لیے عام علماء کا خیال ہے کہ اس شب میں زیادہ احتمال ہے۔ کم ازکم اس رات کو تو عبادت الٰہی میں ضرور مشغول رہنا چاہیے۔

۳- شب قدر کے متعلق خداوند تعالٰی کا اعلان ہے کہ یہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس لیے اس ایک رات کی عبادت دوسری تیس ہزار راتوں (۸۳ سال ۴ مہینے) کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔

(۴) اگر پوری رات شب بیداری نہ کرسکے تو جس قدر بھی ہوسکے دریغ نہ کرے۔

۵- اس شب کو نفلیں، کلمہ شریف، درود شریف، تلاوت کلام پاک، ذکر و تسبیح میں گزارنا چاہیے۔ عبادت کی یہ گھڑی معلوم نہیں کہ اگلے سال بھی میسر آسکے یا نہیں۔

بقیہ: شذرات

اطلاعات کے مطابق نصاب کمیٹی نے اپنے مختصر اجلاسوں میں نئے نصاب تعلیم کے مسئلہ پر اتفاق رائے کا اظہار کیا ہے۔

چنانچہ حکومتی پارٹی کی طرف سے کمیٹی کے سربراہ مولانا کوثر نیازی نے اور شیعہ مکتب فکر کی طرف سے سید جمیل حسین رضوی نے کمیٹی کے متفقہ فیصلے کو تاریخی اقدام قرار دیا ہے۔

ہم متفقہ فیصلے اور ایک جذبات انگیز مسئلہ پر شیعہ سنی علماء کے روا دارانہ سلوک اور مفاہمت پر خوش ہیں کہ ملک میں شیعہ سنی نصاب کے مسئلہ پر کوئی فتنہ کھڑا نہیں ہوا۔ لیکن ہمیں سنی علماء کی جانب سے خاموشی اور کسی قسم کے اظہار رائے سے گریز اور پہلوتہی پر حیرت ہے کہ وہ کیوں خاموش ہیں انہیں موافقت یا مخالفت میں ضرور کوئی بات کہنی چاہیے۔

کیونکہ آج کی خاموشی اور سکوت کے بعد کل کسی قسم کے احتجاج اور اعتراض کا عذر مسموع نہ ہوگا۔

مُساواتِ محمدی

ایک تاریخی، فقہی اور تحقیقی جائزہ

چوہدری صادق علی ندوی لائیلپور (دوسری قسط)

استفادۂ اراضی میں مساوات

اس آیت شریفہ کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب (نور اللہ مرقدہٗ) نے ارقام فرمایا ہے:

"جملہ اشیاء عالم بدلیل فرمان واجب الاذعان خَلَقَ لَکُمْ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ ناس (انسان) ہے اور کوئی شے فی حد ذاتہٖ کسی کی مملوک خاص نہیں بلکہ ہر شے اصل خلقت میں جملہ ناس میں مشترک اور من وجہ سب کی مملوک ہے۔ ہاں بوجہ رفع نزع و انتفاع قبضہ کو علت ملک مقرر کیا گیا ہے۔ اور جب تک کسی شے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے اس وقت تک کوئی اور اس میں دست درازی نہیں کر سکتا۔ ہاں خود مالک و قابض کو چاہیے کہ اپنی حاجت سے زائد پر قبضہ نہ رکھے۔ بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کر دے کیونکہ باعتبار اصل اوروں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے بالکل زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہوا گو زکوٰۃ بھی ادا کر دی جائے اور انبیاء اور صلحاء اس بغائت مجتنب رہے۔ چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے بلکہ بعض صحابہ و تابعین وغیرہ نے حاجت سے زائد رکھنے کو حرام فرما دیا۔ بہرکیف غیر مناسب اور خلاف اولیٰ ہونے میں تو کسی کو کلام ہی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ زائد علی الحاجت سے اس کی تو کوئی حاجت متعلق نہیں اور اوروں کی ملک "من وجہ" اس میں موجود۔ تو گویا شخص مذکور مال غیر پر قابض و متصرف ہے اور اس کا حال بعینہٖ مال غنیمت کا سا تصور کرنا چاہیے۔ وہاں بھی قبل تقسیم یہی قصّہ ہے کہ کل مال غنیمت تمام مجاہدین کا مملوک سمجھا جاتا ہے مگر بوجہ ضرورت و حصول انتفاع بقدر حاجت ہر کوئی مال مذکور سے منتفع ہو سکتا ہے۔ ہاں حاجت سے زائد جو رکھنا چاہے اس کا حال آپ کو بھی معلوم ہے کہ کیا ہونا چاہیے (یعنی خائن شمار ہوگا)"

حضرت شیخ الہند (نور اللہ مرقدہٗ) کی تصریحات کے مطابق قرآن کی آیت خلق لکم ما فی الارض جمیعا سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے کہ زائد از ضرورت مال پر حاجتمندوں کا حق فائق ہے اور حاجتمندوں کے حقوق قرآن پاک میں دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ:

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔ اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم المعیشت انسانوں کا بھی حق مقرر کیا گیا ہے۔

زمین کے اندر حق تعالےٰ نے انسانوں کی روزی کا سامان رکھا ہے۔ اور یوں ارشاد فرمایا ہے:۔

وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِیْهَا وَقَدَّرَ فِیْهَآ اَقْوَاتَهَا فِیْٓ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ۝ (حٰم سجدہ)

"اور رکھے اس زمین میں بوجھل پہاڑ اس کی پیٹھ پر اور برکت رکھی اس کے اندر اور چار دن میں اندازہ سے رکھیں اس میں خوراکیں جو برابر ہیں (بلحاظِ طلب معیشت) سب حاجتمندوں کے لیے"۔

اس آیۃ شریفہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ زمین میں سے اپنی روزی حاصل کرنے کا تمام طالبینِ معیشت کو مساوی حق حاصل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدّث دہلوی (نور اللہ مرقدہٗ) نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی جلد دوم کے صـ۱۰۳ پر زمین کے متعلق حق معیشت کی مساوات کی یوں تشریح فرمائی ہے:۔

الاصل فیہ ما اومانا ان الکل مال اللہ لیس فیہ حق لاحدٍ فی الحقیقۃ لکن اللہ تعالےٰ لما اباح لهم الانتفاع بالارض وما فیها وقعت المشاحۃ فکان الحُکمُ حینئذٍ ان لا یهیج احد مما سبق الیہ من غیر مضارۃ فالارض المیتۃ التی لیست فی البلاد ولا فی فنائها اذا عمّرها اجل فقد سبقت یدہ الیها من غیر مضارۃ فمن حکمہ ان لا یهیج عنها والارض کلها فی الحقیقۃ بمنزلۃِ مسجدٍ اورِباطٍ جُعل وقف علی ابناء السبیل وهم شرکاء فیہ فیقدم الاسبق فالاسبق ومعنی الملک فی حق الادمی کونہ احق بالانتفاع من غیرہٖ۔

(حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم صـ۱۰۳)

ترجمہ: یعنی اس میں شک نہیں کہ مال سب کا سب اللہ تعالےٰ کا ہے۔ اصل میں اس میں کسی کا حق نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالےٰ نے زمین اور اس کی پیداوار سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے دی تو لوگوں نے حرص اور لالچ کا اظہار شروع کر دیا (یعنی زیادہ سے زیادہ زمین پر قبضہ کرنے لگے) اس سے قاعدہ یہ بنایا گیا کہ جو شخص کسی زمین پر پہلے قبضہ کرے بشرطیکہ اس سے کسی کو نقصان اور ضرر نہ پہنچتا ہو تو اسے اس سے فائدہ اٹھانے سے نہ روکا جائے۔ لہٰذا غیر کاشت شدہ زمین کو جو شہر اور اس کے مضافات میں نہ ہو۔ جو شخص پہلے کاشت کر لے بشرطیکہ اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو اس کا حکم یہی ہے کہ اسے اس سے نہ ہٹایا جائے۔ ساری زمین حقیقت میں مسجد یا سرائے کا حکم رکھتی ہے۔ یہ دونوں آنے جانے والوں پر وقف ہیں اور سب لوگ ان میں برابر کے شریک ہیں۔ مگر جو پہلے آکر قبضہ کر لے وہ اسی کی ہو جاتی ہے (لیکن ظاہر ہے کہ کوئی شخص اتنی ہی جگہ پر قبضہ کرنے کا حقدار ہے جتنی جگہ پر وہ بیٹھے) ایسے ہی زمین پر کسی آدمی کے قبضہ کے صرف یہ معنی ہیں کہ وہ دوسرے شخص کی نسبت اس قطعہ زمین سے فائدہ اٹھانے کا حق فائق رکھتا ہے"۔

زمین کے مسئلہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) کیا خوب تشبیہ دی ہے کہ جس طرح ایک مسجد تمام مسلمانوں کے لیے ہے اور ہر شخص اس میں آکر عبادت کا حق رکھتا ہے۔ مگر جو آدمی آکر پہلے بیٹھ جائے گا دوسروں کی نسبت اس جگہ کا وہ زیادہ مستحق ہے۔ اور کوئی دوسرا آدمی اسے اٹھا نہیں سکتا ہے بلکہ دوسری خالی جگہ پر بیٹھ کر عبادت کر سکتا ہے یعینہٖ زمین تمام انسانوں کے لیے خدا تعالیٰ نے وقف کر رکھی ہے۔ مگر جو کوئی کسی بنجر قطعہ اراضی کو آباد کر لیتا ہے تو اس اراضی کی کاشت کا وہ دوسری سے زیادہ مستحق ہے۔ بشرطیکہ اس کے قبضہ سے دوسروں کو تنگی یا ضرر نہ ہو۔ یعنی اس نے اپنی ضرورت سے زائد اراضی پر قبضہ کر کے دوسرے حاجتمندوں کے لیے تنگی نہ کی ہو۔ شاہ صاحب نے حدیث نبوی من احیاء ارضاً میتاً فہی لہٗ (کتاب الخراج لامام یوسف صـ۶۵) کی کیا خوب تشریح فرمائی ہے۔ حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ کے مسلّم طور پر بہترین شارح حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ "حجۃ اللہ البالغہ" کے صفحہ ۱۱۷ پر ایک قلمی حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اعلم ان امامنا الاعظم اباحنیفۃ لایجوّز المزارعۃ۔ یعنی ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ مزارعت کو جائز نہیں رکھتے۔

آگے چل کر مولانا سندھی رح اسی کتاب کے حاشیہ میں ارقام فرماتے ہیں :-

وانا ناخذ بقول ابی حنیفه لان فی المزراعة ظلمٌ وجورٌ علی العامةِ وتسلّط الاغنیاء بالظلم علی الاراضی کثیرة واستعمال العوام فیها کاستعمال الحمیر والبقر لا یرحمون علیهم ولا یعطونهم ما یکتفی بطونهم علی انهم یظلمون علیهم ظلمًا لا یستطیع وصفه احدٌ و اما علیٰ تقدیر عدمِ الجواز فلا یُترك اراضی احدٍ تحت یدهٖ الاما یقدر علیٰ حرثہٖ۔

ترجمہ ، ہم حضرت امام ابوحنیفہ رح کے قول کے پیرو ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مزارعت میں زمیندار اور جاگیردار مزارعوں پر سخت ظلم کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ بہت کثیر اراضی پر قبضہ ظلماً قبضہ جما بیٹھتے ہیں اور بیچارے عوام سے اتنا کام لیتے ہیں کہ انہیں گدھوں اور بیلوں کے درجہ پر لے آتے ہیں۔ وہ ان عوام پر کوئی رحم نہیں کرتے اور انہیں شکم سیری تک سے محروم کر دیتے ہیں۔ جاگیرداروں اور زمینداروں کے مظالم ناقابل بیان ہیں۔ اس لیے حضرت امام ابوحنیفہ رح کے مسلک کی بنا، پر ایک آدمی کے قبضہ میں اتنی ہی زمین رہنے دینی چاہیے جتنی وہ خود کاشت کر سکے ۔ (قلمی حاشیہ حجۃ اللہ البالغہ جلد دوم ص۱۱۷ ۔

بحوالہ ارتفاقاتِ معاشیہ یعنی امام ولی اللہ کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات مرتبہ شیخ بشیر احمد لودیانوی)

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی (نوراللہ مرقدہٗ) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری (نوراللہ مرقدہٗ) کے چچا اور مربی تھے۔ راقم الحروف نے چند مجالس میں ان سے استفادہ بھی کیا تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب رح کی تعلیمات کے اتنے بڑے ماہر تھے کہ دنیا میں کوئی اور عالم اس معاملہ میں اس کا ہم پلہ نہیں تھا ـــــ مندرجہ بالا تحریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مزارعت کے سلسلہ میں ان کا مسلک حضرت امام ابوحنیفہ رح کے فتوے کے مطابق تھا یعنی ایک آدمی اپنے قبضہ میں صرف اتنی اراضی رکھ سکتا ہے جتنی وہ کاشت کر سکے ۔ بقایا اراضی بلا لگان دوسروں کو دے ۔ حق مساوات کا یہی تقاضا ہے۔

جمہور علماء احناف نے مزارعت یعنی لگان لے کر اراضی دوسروں کو کاشت کے لیے دینے کو مکروہ تحریمی تو قرار نہیں دیا مگر اسے مکروہ تنزیہی سب نے تصور کیا ہے۔ بہر حال زمین کی ملکیت کے دعویداروں کے حقوق شرعی اور کاشتکاران کے حقوق کی بحث سے قبل پاکستان کی اراضیات کے متعلق مندرجہ ذیل امور کی تحقیق ضروری ہے۔

ا۔ پاکستان کی اراضیات کی شرعی حقوق ۴

۴ کے لحاظ سے کتنی اقسام ہیں ؟

ب : اراضی کی ہر قسم کے متعلق حکومت اسلامیہ ملکیت کے عہدیداران اور مزارعین کے حقوق شریعت محمدی کے مطابق کیا کیا ہیں ؟

ج ۔ حکومت اور دیگر اشخاص کی رعایت کرتے ہوئے دین الٰہی کی رو سے کیا کیا اصلاحات نافذ کی جا سکتی ہیں ؟

مراسلات

خشکی کے راستے سفر حج

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ہفتہ وار خدام الدین لاہور

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ ہفتہ وار جریدہ خدام الدین مورخہ ۲۲ر ستمبر ۷۲ء میں خشکی کے راستے سفر حج کے عنوان سے ادارتی نوٹ پڑھا ۔ ہوائی جہاز اور سمندری کے راستہ کے احوال تو سب کو پوری طرح معلوم ہیں لیکن خشکی کے راستے حج بیت اللہ جانے کی بابت بہت کم اشخاص کو پتہ ہے ۔ حالانکہ یہ سب سے زیادہ دشوار اور جانکاہ ہے ۔ جیسا گزشتہ چند سالوں سے خشکی کے راستے حجاج کرام سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا ہے ۔

اس کی بابت انگریزی اخبار پاکستان ٹائمز کی اشاعت مورخہ ۱۰ر اگست ۷۲ء میں ایک خط شائع ہوا کہ خشکی کے راستے شدید برفباری کی وجہ سے مسدود ہو جاتی ہیں اور ایک کچی سڑک کے راستہ ہی آنا پڑتا ہے جو بہت دشوار گزار ہے ۔ یہ سڑک تہران اور مشہد کے درمیان صحرائے اعظم کے کنارے کنارے جاتی ہے ۔

ہم نے گزشتہ حج جنوری ۷۲ء کا سفر اپنی موٹر کار میں کیا تھا ۔ ان مشکلات سے واسطہ پڑا ۔ چنانچہ مندرجہ بالا خط کا جواب نیازمند بندہ نے لکھا ۔ جو مورخہ ۱۷ر اگست کے پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا ہے جسے ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے ۔ اس جواب میں مختصراً رکاوٹیں اور مشکلات بیان کی گئیں اور حجاج کرام جو خشکی کے راستے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ ان کو ضروری مشورے کے لیے اپنی معلومات کی خدمات پیش کی گئیں ۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مجھے بہت خطوط آئے ہیں ۔ جن میں سینئر فوجی افسر، انجنیئر، ڈاکٹر اور دیگر افسران اور کاروباری اشخاص شامل ہیں ۔ ان سب نامہ نگاروں کو حالات کی سنگینی یا تفصیل کا بہت کم علم تھا ۔ چنانچہ ان سب کو فرداً فرداً ان کی ضروریات کی بابت جواب دے دیا ہے ۔

اس بناء پر کہ جن حجاج کرام کو وہ دو انگریزی خطوط دیکھنے میں نہیں آئے ۔ اور جو حکومت کے مجوزہ انتظام کے تحت براستہ خشکی جا رہے ہیں ۔ بذریعہ آپ کے اخبار مطلع کر دیا جائے ۔ اس کے علاوہ جناب مولانا کوثر نیازی کی خدمت میں ان دو انگریزی اخبار کے خطوط کے کٹنگ اور مفصل خط بذریعہ رجسٹری ڈاک ارسال کر کے مطلع کیا ہے کہ اس مجوزہ پروگرام کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے راستہ کی مشکلات کا پورا جائزہ لے کر اور ان مشکلات کا انتظام کر کے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے ۔ ورنہ حجاج کرام کو شدید مصائب کا شکار ہو جانے کا احتمال ہے ۔ ہمارے ہاں کے ڈرائیور برفانی علاقوں میں سفر کرنے کے عادی نہیں ۔ اور تجربہ بھی نہیں ۔ کیونکہ پہاڑی علاقوں میں بہت کم برفانی علاقے کا سفر ہوتا ہے ۔ حج کی روانگی اور واپسی کے ایام شدید موسم سرما میں چند سالوں تک آئیں گے ۔ اس لیے ان دنوں میں بہت احتیاط اور منصوبہ بندی کے تحت سفر اختیار کرنا چاہیے ۔

اس لیے آپ کے اخبار کی وساطت سے مکرر اعلان کر دیتا ہوں ۔ تاکہ بندہ اپنے اس فریضہ سے کماحقہٗ سبکدوش ہو سکے ۔

یہی سفر کے حالات ، مشکلات اور ان کے ازالے کی بابت تجاویز کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ نومبر کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جائے گی ۔ اس کتاب میں جملہ نقشہ جات اور راستہ کی دشواریوں کا مفصل جائزہ لیا گیا ہے ۔ فقط والسلام

نیازمند الحاج محمد زمان اعوان

ریٹائرڈ ایس ۔ ڈی ۔ او آفیسر ڈیرہ اسمٰعیل خاں

خدام الدین کا نیا انداز

مکرمی ایڈیٹر صاحب ! خدام الدین لاہور

سلام مسنون ۔ خدام الدین بڑے حضرت رح کی یادگار ہے ۔ لیکن چند دنوں سے جو رسالہ نے نیا رنگ اختیار کیا ہے ۔ اس نے جریدہ کو کئی وجوہ سے دلچسپی کا باعث بنا دیا ہے ؎

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

دعا ہے کہ اللہ کریم جناب کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ آپ جریدہ کو صحیح معنی میں ایک علمی اور تحقیقی مواد فراہم کرنے والا بنا سکیں کہ یہ صحیح معنی میں اسلام کا ترجمان ثابت ہو ۔ سوالات و جوابات کا سلسلہ بہت مستحسن اقدام ہے انشاء اللہ بہت جلد مفید ثابت ہوگا ۔ فقط والسلام

محمد اقبال نعمانی خطیب جامع مرکزی علی پور چٹھہ (گوجرانوالہ)

★

تحریکِ آزادی میں علماء کا کردار

تحریر : ایم طفیل ★ قسط نمبر ۴

حضرت شاہ ولی اللہؒ نے مسلمانوں کی حالتِ زار کا مسلسل و متواتر مشاہدہ و مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ قوم کو جہاد بالسیف کے لیے تیار کرنے سے قبل ضروری ہے کہ جہاد بالقلم کے ذریعے اس کی اصلاح کی جائے اور جو برائیاں مسلم معاشرہ میں راہ پا گئی ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ انہیں اپنے اس پروگرام پر پختہ یقین تھا وہ اسی طریقے سے مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانا چاہتے تھے دراصل یہ کوئی معمولی پروگرام نہیں تھا۔ شاہ صاحب کے سامنے مسلمانوں کی صدیوں کی تاریخ تھی۔ وہ تاریخ کے نشیب و فراز سے پوری طرح آگاہ تھے۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو تاریخی اسباب و علل کو جنم دیتے اور قوموں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرتے ہیں ان کا نظریہ یہ تھا کہ اخلاقی اقدار اور عمدہ کردار کے بغیر اگر قوم کو جہاد بالسیف کے لیے تیار بھی کر لیا جائے تو یہ اقدام بار آور نتائج کا حامل نہیں ہوگا۔ یہی سنتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے کہ پہلے صاحبِ فکر و عمل لوگوں کا ایک گروہ تیار کیا جائے جو اسلام کی صداقتوں اور حقیقتوں پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہو کیونکہ صاحبِ عمل لوگ ہی قوموں کی تقدیر بدل سکتے ہیں۔ یہی وہ چیز تھی جس کی کمی شاہ صاحب بڑی طرح محسوس کرتے تھے، کہ مسلمانوں میں عمل کا فقدان تھا۔ اور بے عملی نے ان کی تمام قوتوں اور توانائیوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا۔ شاہ صاحب کے تمام فلسفہ کا حاصل یہ تھا کہ مسلمان پہلے اپنے آپ کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالیں۔ اس کے بعد ان کے لیے کوئی منزل مشکل نہیں وہ نہ صرف اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کریں گے بلکہ ان کی عظمت و اقتدار کا سورج نصف النہار پر پہنچ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ اسلامی معاشرہ کے مختلف طبقوں سے خطاب کرتے ہیں تو ان کی ایک ایک برائی گنواتے چلے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ ہی دعوتِ فکر و عمل بھی دیتے ہیں۔ امراض کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کا علاج بھی تجویز کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جو بصیرت عطا فرمائی تھی، اس نے مستقبل کے آئینہ میں مسلمانوں کو پیش آنے والے مصائب و آلام کو قبل از وقت دیکھ لیا تھا وہ اپنی دعاہائے نیم شبی میں تڑپ تڑپ کر امتِ مسلمہ کی اصلاح و کامرانی کے لیے دعاؤں میں مصروف رہتے تھے۔ وہ مسلمانوں کے اقتدار کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو اپنے خونِ جگر سے روشن رکھنا چاہتے تھے۔ ان کی یہ آواز مسلمانوں کے لیے خطرے کے ایک الارم کی حیثیت رکھتی تھی۔ یہاں اگر شاہ صاحب کی تصانیف کا ذکر کیا جائے تو بات لمبی ہو جائے گی اور نہ ہی اس رسالے کے صفحات اس کے متحمل ہو سکیں گے۔ بہرحال شاہ صاحب کی تصانیف نہ تو نایاب ہیں اور نہ ہی کمیاب۔ جو شخص شاہ صاحب کی علمی خدمات کی تفصیلات جاننا چاہے وہ آپ کی تصنیفات کا مطالعہ کر سکتا ہے بہرحال ایک بات واضح ہے کہ ان کی ہر تصنیف میں امتِ مسلمہ کے لیے ایک درد اور ایک تڑپ ہے۔ شاہ صاحب نے مسلمانوں کے مختلف طبقوں سے جو خطاب فرمایا اس کے چند نمونے ہم نے کسی سابقہ قسط میں پیش کر دیے تھے۔ ان تحریروں میں مختلف طبقوں کے نام شاہ صاحب کے پیغامات ہیں اور ان کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحب کا کام کس قدر مشکل تھا۔ یہاں مسلمانوں کے چند اور طبقوں سے شاہ صاحب کے خطاب کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

مشائخ زادوں سے خطاب

اے لوگو! جو گزشتہ بزرگانِ دین کی اولاد میں سے ہو میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے ہو اور ہر ایک اپنا اپنا راگ الاپ رہا ہے۔ وہ طریقہ جو اللہ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعے نازل فرمایا تم نے اسے چھوڑ دیا اور تم میں سے ہر ایک مستقل پیشوا بنا ہوا ہے۔ تم اپنی ذات کو لوگوں کی عقیدت کا مرکز بنا رہے ہو، تم اپنے آپ کو ہدایت یافتہ اور رہنما ٹھہراتے ہو حالانکہ تم خود گم کردہ راہ ہو، ہم ان لوگوں کو پسند نہیں کرتے جو دوسروں سے ٹکے بٹورنے کے لیے انہیں مرید کرتے ہیں، علم کے ذریعہ دنیا کماتے ہیں جب تک تم اہلِ دین کی شکل و شباہت اور طرزِ زندگی اختیار نہ کرو گے تمہیں دنیا حاصل نہیں ہو سکتی۔ میں ان لوگوں سے بھی راضی نہیں جو اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلانے کی بجائے لوگوں کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ ان لوگوں کا شمار دجالوں، کذابوں اور فتنہ پروروں میں ہے۔ یہ لوگ خود فتنہ اور آزمائش کا شکار ہیں۔ خبردار جو اللہ کی کتاب اور سنتِ رسولؐ کی طرف دعوت دینے والا نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرنا۔

علماء سے خطاب

اے بدعقلو! جنہوں نے اپنا نام علماء رکھ چھوڑا ہے۔ تم تو یونانی علوم میں ڈوبے ہوئے ہو، صرف و نحو اور معانی میں غرق ہو تم اسی کو علم کی انتہا خیال کرتے ہو۔ یاد رکھو کہ علم یا تو قرآن حکیم کی محکم آیت کا نام ہے یا سنتِ ثابتہ کا نام۔ تمہیں چاہیے کہ پہلے قرآن سیکھو، اس کے مشکل مقامات حل کرو، جو صحیح احادیث ہیں انہیں محفوظ کر لو۔ یہ دیکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کیا تھے؟ جہاد کا کیا طریقہ تھا؟ گفتگو کا انداز کیا تھا؟ زبان کی حفاظت کس طرح فرماتے تھے؟ اخلاق کیا تھا؟ تمہیں چاہیے کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مکمل پیروی کرو۔ لیکن یہ خیال رکھو کہ سنت کو سنت ہی سمجھو، اسے فرض کا درجہ نہ دو۔ اسی طرح لازم ہے کہ تم فرائض کا علم حاصل کرو۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت کا مطالعہ کرو جس سے آخرت کی رغبت پیدا ہو۔ لیکن تم تو صرف ایسے علوم میں الجھے ہوئے ہو جن کا تعلق آخرت سے کچھ نہیں۔ صرف و نحو کی حیثیت آلہ اور ذریعہ کی ہے ان کو مستقل علم نہ بناؤ۔ علم کا پڑھنا اس لیے واجب ہے کہ اسے پڑھ کر مسلمانوں کی بستیوں میں جا کر اسلامی شعائر کو رواج دو۔ لیکن تم نے اس فرض کو بھلا کر لوگوں کو بے معنی اور غیر ضروری باتوں میں الجھا دیا ہے۔

تنگ نظر واعظوں اور گوشہ نشینوں سے خطاب

دین میں سختی کی راہ اختیار کرنے والے واعظوں اور گوشہ نشین صوفیوں سے پوچھتا ہوں کہ تم نے اپنے اوپر جو جبر عائد کر رکھا ہے اس سے تمہارا کیا حال ہے؟ تم ہر بری اور اچھی بات کو بلا تصدیق دین میں شامل سمجھتے ہو۔ تم لوگوں کو وضعی حدیثیں سناتے ہو۔ تم نے مخلوقِ خدا کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے۔ حالانکہ تم امتِ مسلمہ کو آسانیاں بہم پہنچانے کے لیے پیدا ہوئے ہو، تم مغلوب الحال لوگوں کی باتوں کو عوام کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہو۔ تمہیں چاہیے کہ احسان کی طرف لوگوں کو بلاؤ پہلے خود سیکھو، پھر دوسروں کو دعوت دو، کیا تم نہیں جانتے کہ سب سے بڑی رحمت اور کرم اللہ کا وہ کرم ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے توسط سے ہم تک پہنچا۔

اور آخر میں ایک جامع و اکمل پیغام مسلمانوں کے تمام طبقوں کے نام ہے۔ یہ اتنا ہمہ گیر پیغام اور

خطاب ہے کہ اس میں مسلمانوں کے تمام طبقوں کی برائیوں اور خامیوں کو ایک ایک کر کے گنوانے کے ساتھ ان کا علاج بھی تجویز کر دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"اب میں مسلمانوں کو من حیث الجماعت خطاب کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے آدم کے بچو! تمہارے اخلاق سو گئے، تم پر حرص کا غلبہ ہے، شیطان نے تم پر قابو پا لیا ہے۔ عورتیں مردوں پر رعب جماتی ہیں اور مرد عورتوں کے حقوق پامال کر رہے ہیں۔ تم حرام کو اپنے لیے بہتر اور حلال کو برا سمجھتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کو اس کی بساط سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔ تمہیں چاہیے کہ اپنی جنسی خواہشات کو نکاح کے ذریعے پورا کرو۔ تم اپنے مصارف میں تکلف سے کام نہ لو۔ اپنی بساط کے مطابق خرچ کرو اور تنگی سے کام نہ لو۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو اس حالت میں دیکھ کر پسند فرماتا ہے کہ بندہ اللہ کی دی ہوئی آسانیوں سے فائدہ اٹھائے۔ تم اتنا کماؤ جس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہوں، دوسروں پر بوجھ نہ ہو اور نہ دوسروں سے مانگ مانگ کر کھاؤ۔ تمہارے لیے یہی بات بہتر ہے کہ تم خود کماؤ اور کھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا تمہیں معاش کی راہ بھی سجھا دے گا اور یہ راہ تمہارے لیے کافی ہوگی۔"

"اے آدم کے بچو! تم نے ایسی غلط رسوم اختیار کر رکھی ہیں۔ جن سے دین کی صورت ہی بگڑ گئی ہے اگر تم سچے ہو تو ان کے جواز میں کوئی دلیل پیش کرو۔ ان رسومات نے تمہاری زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ دعوتوں میں بے حد تکلف کرتے ہو۔ طلاق کو تم نے ناجائز ٹھہرا رکھا ہے۔ بری رسموں میں دولت ضائع کرتے ہو۔ تم نے اپنی نمازیں برباد کر دیں۔ تم میں بعض شراب خوری کو اپنا پیشہ بنا چکے ہیں، کچھ لوگ اپنی عورتوں کو کرایہ پر چلاتے ہیں اور اس کا پیٹ پالتے ہیں ایسے لوگ کس قدر بدبخت ہیں جنہوں نے اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو برباد کر لیا ہے۔ تم جہنم کے عذاب سے نہیں ڈرتے تم خدا کے ناشکر گزار ہو، کچھ لوگ دنیاوی دھندوں میں اس طرح پھنس گئے ہیں کہ انہیں نماز کا وقت بھی یاد نہیں رہتا۔ تم نے زکوٰۃ کی ادائیگی بھی چھوڑ رکھی ہے حالانکہ کوئی ایسا دولت مند نہیں جس کے عزیز و اقارب میں زکوٰۃ کے مستحق افراد موجود نہ ہوں۔

یہ تمام اقتباسات بھی ادھورے ہیں کیونکہ شاہ صاحب کے ان پیغامات اور خطبات کا سلسلہ بڑا طویل ہے۔ ان پیغامات سے شاہ صاحب کے احساسات و جذبات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ شاہ صاحب کی نگاہیں کہاں کہاں تھیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود

برصغیر کے مسلمانوں پر ایسا سکوت و جمود طاری تھا جو کسی طرح نہ ٹوٹتا۔ شاہ صاحب مسلمانوں کو بار بار جو نکار رہے تھے، انہیں آنے والے خطرات سے آگاہ کر رہے تھے۔ لیکن برصغیر کے مسلمانوں پر ادبار و انحطاط کی جو آندھیاں چلنے والی تھیں۔ اور جو تباہی ان کا مقدر بن چکی تھی مسلمان اس سے بچنے کے لیے تیار نہ تھے۔ گویا پوری قوم نے اپنی بربادی پر اپنے ہی اعمال کے ذریعہ مہر تصدیق ثبت کر دی تھی۔

طلبہ کی سرگرمیاں

جمعیۃ طلبہ اسلام پنجاب کے انتخابات

(رپورٹ: قاضی محمد اشرف)

۲۰ ستمبر ۱۹۷۲ء کو صدر دفتر لاہور میں جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کا کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں صوبہ بھر کی شاخوں کے صدر اور جنرل سیکرٹری شریک ہوئے اور سال رواں کے صوبائی عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

صدر: رانا محمد اشفاق جنرل سیکرٹری زرعی یونیورسٹی لائلپور
نائب صدر اول: صلاح الدین گورنمنٹ کالج لائلپور
دوم: رانا شمشاد علی ایس ای کالج بہاولپور
ناظم عمومی: عبدالمتین چوہدری صدر گورنمنٹ کالج ساہیوال
ناظم اول: عشرت علی زیدی
ناظم دوم: قاری عبدالرحمٰن قریشی صدر ایس۔ ای کالج بہاولپور
ناظم نشر و اشاعت: حافظ محمد طاہر گورنمنٹ کالج لاہور
خازن: چوہدری محمد طفیل لاء کالج لاہور

مجلس عمومی

لائلپور

رانا محمد اشفاق، صلاح الدین چوہدری، نصیر الدین حافظ عطاء الرحمٰن، لائلپور۔ ذوالفقار۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ محمد سعید زاہدی، عبدالجلیل صمیم، محمد امین بھنڈری

ساہیوال

عبدالمتین چوہدری، منیر احمد گوہر، خالد صدیقی، حافظ محمد طارق مسعود ساہیوال۔ کرامت علی، بدر الزمان عارفوالہ حافظ محمد طاہر، محمد نعیم شاہد بھٹی چیچہ وطنی۔

ملتان

احمد خان، طارق مسعود، حفیظ الدین، ملتان محمود الحسن عباسی، کہروڑپکا۔

بہاولپور

قاری عبدالرحمٰن قریشی، رانا شمشاد علی، راؤ ثناء اللہ، محمد امجد خان

رحیم یار خان

امام بخش، عبدالماجد، خانپور۔

بہاولنگر

حافظ شوکت علی، ضیاء حیدر زیدی منچن آباد
رانا محمد اشرف ہارون آباد۔

سرگودھا

طالب حسین سرگودھا، رانا فقیر محمد انجم سلانوالی

جھنگ

محمد سعید اشرف، محمد اقبال فاروقی جھنگ۔ گل محمد بھٹہ، چنیوٹ۔

میانوالی

مشتاق احمد چغتائی

لاہور

سید زاہد گیلانی، طارق مرزا، محمد طفیل چوہدری

شیخوپورہ

محمد اشرف آصف، منڈی مریدکے

گوجرانوالہ

محمد رشید، عبدالمجید عاصم حافظ آباد۔ حافظ محمود گکھڑ منڈی

راولپنڈی

شوکت علی، خالد نظامی، طارق فاروقی راولپنڈی
عشرت علی، محمد اشرف ٹیکسلا

جہلم

افضال احمد قریشی، اصغر نثار جہلم۔ تاج محمد تلہ گنگ

مجلس شوریٰ

جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے نئے صدر رانا محمد اشفاق صاحب جنرل سیکرٹری زرعی یونیورسٹی نے مجلس عاملہ کے مشورے سے مندرجہ ذیل طلبہ مجلس شوریٰ کے لیے نامزد کیا جس کے سربراہ وہ خود ہوں گے۔

رانا شمشاد علی بہاولپور، عبدالمتین چوہدری ساہیوال عشرت علی زیدی ٹیکسلا، قاری عبدالرحمٰن قریشی، حافظ محمد طاہر چیچہ وطنی۔ چوہدری محمد طفیل، منیر احمد گوہر ساہیوال، عزیز الرحمٰن گوجرانوالہ، محمود الحسن عباسی کہروڑپکا، احمد خان قریشی ملتان، نصیر الدین لائلپور۔ ان کے علاوہ اراکین کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

مجلس شوریٰ جمعیۃ طلبہ اسلام پنجاب کا اجلاس

جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے صدر رانا محمد اشفاق صاحب نے مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۶، ۱۷ دسمبر ۱۹۷۲ء کو صبح ۹ بجے صدر دفتر لاہور میں طلب کیا ہے۔ جس میں صوبائی کنونشن کے انتظامات پر غور کیا جائے گا۔

عبدالمتین چوہدری
جنرل سیکرٹری جمعیۃ طلبہ اسلام

آپکی صحت

روزہ صحت کے لیے مفید ہے
مرض ——— (قبض)
پھل ——— (کھجور)

زبدۃ الحکماء حکیم آفتاب احمد قرشی ایم، اے

روزہ کے فوائد

روزہ داروں کے لیے طبی ہدایات

حجۃ الاسلام امام غزالی دینِ حق کے حقائق اور اسرار بیان کرنے میں یگانہ حیثیت کے حامل ہیں انہوں نے عبادات و اخلاق کی اصلی روح اور فلسفہ کو بڑے دلآویز انداز میں سپردِ قلم کیا ہے۔ امام غزالی کی قدر اور علمی شخصیت نے عالم اسلام کو بے حد متاثر کیا۔ یورپ بھی اس نابغہ کے افکار کا خوشہ چین ہے۔ ڈیکارٹ کا فلسفہ امام غزالی کی تعلیمات کا پرتو ہے۔

امام غزالی نے روزہ کی فضیلت میں سرکار دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ سید الانبیاء کا ارشاد ہے کہ اس ذات کی قسم جس کی قدرت میں میری زندگی ہے، روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشک کی خوشبو سے کہیں زیادہ پاکیزہ ہے ایک اور حدیث کے مطابق جنت میں ایک دروازہ روزہ داروں کے لیے مخصوص ہے روزہ داروں سے حق تعالیٰ نے بقا کا وعدہ بھی کیا۔ امام غزالی کی رائے میں روزہ کی حقیقت پر توجہ کرنی چاہیے۔ حق تعالیٰ نے حلال اشیاء کے استعمال پر پابندی لگائی ہے تاکہ غذا میں کمی ہو اس سے مسلمان کو صبر اور برداشت کی عادت ہوگی اور وہ ہر قسم کے مصائب کا مقابلہ کر سکے گا۔ یہ تسلیم کہ افطاری اور سحری میں اسقدر غذا کا استعمال کرنی چاہیے کہ جسم میں قوت قائم رہے اور انسان ذوق و شوق سے عبادت کر سکے۔ انواع و اقسام کے کھانوں کے زیادہ استعمال (بسیار خوری) سے روزہ کا مقصد متاثر ہوتا ہے اس سے تقویٰ پیدا نہیں ہوگا حضرت امام ارشاد فرماتے ہیں کہ روزہ دار اپنی عمومی غذا کے برابر کھانا کھائے۔

طبی نقطہ نگاہ

حضرت امام غزالیؒ نے تو روزہ کے بارے میں دینی زاویہ نگاہ پیش کیا ہے طبی نقطہ بھی امام غزالیؒ کے ارشادات کی تائید میں ہے۔ مشرق اور مغرب کے طبی ماہرین اس امر پر متفق ہیں کہ روزہ دار یا فاقہ کرنے والے کو قلیل مقدار میں غذا سے کام و دہن کی تواضع کرنی چاہیے۔ بسیار خوری یا زیادہ کھانے سے روزہ دار یا فاقہ کرنے والے کی صحت متاثر ہوگی۔ طب سے ناآشنا حضرات وسوسہ کا شکار ہیں کہ روزہ یا فاقہ سے انسان کمزور ہوتا ہے۔ مشرق اور مغرب کی طبی تحقیق کی رو سے روزہ یا فاقہ سے انسان کمزور نہیں ہوتا بلکہ اس کی صحت کا معیار بلند ہوتا ہے۔ روزہ سے معدہ کو فرحت ہوتی ہے انسانی جسم کا انتظام کرنے والی طاقت کو قوت مدبّرہ بدن سے موسوم کرتے ہیں۔ قوتِ مدبّرہ اپنی سعی و کاوش کو غذا کے ہضم کی بجائے بدن کی اصلاح کے لیے وقف کرتی ہے۔ بدن کے فاسد مواد اور زہریلے مادے بدن سے خارج کرتی ہے بدن میں شرپسند عناصر اور شیطانی کارروائیوں کا سدباب کرتی ہے اس سے بدن کے گندے اور فاسد مواد کا بدن سے اخراج ہوتا ہے، انسانی جسم نہ صرف روحانی بلکہ طبی طور پر بھی پاک اور طیب ہو جاتا ہے پرانے امراض میں تو روزہ بے حد موثر ہے۔ دائمی نزلہ، ذیابیطس خون کے بڑھے ہوئے دباؤ، موٹاپا، جوڑوں کے درد کا مفید علاج ہے۔ مغرب میں تو فاقہ (روزہ) کو اس قدر اہمیت دی گئی ہے کہ فاقہ کو مستقل علاج کی حیثیت حاصل ہے، فاقہ سے مختلف امراض کا علاج کیا جاتا ہے اور اس طرح مریض جلد شفایاب ہو جاتے ہیں۔ مغرب کے فنی ماہرین تو ہفتہ میں ایک دن (فاقہ) کی تلقین کرتے ہیں اسلام کی عظمت اور صداقت کا کرشمہ ہے کہ جو حقائق ہادیِ برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس قبل ارشاد فرمائے سائنس کی ان حقائق تک اب رسائی ہوئی ہے۔

روزہ کے طبی فوائد کے حصول کیلئے ہدایات

بعض حضرات روزہ کی روح کو فراموش کر دیتے ہیں۔ سحری میں پراٹھا اور دیگر مرغن اشیا کھاتے ہیں افطاری کے وقت پر انواع و اقسام کی اشیاء دسترخوان کی زینت ہوتے ہیں۔ رات کے کھانے میں کئی قسم کی لذیذ غذائیں ہوتی ہیں۔ گھی کی فراوانی ہوتی ہے سوتے وقت دودھ بھی نوش جان کرتے ہیں۔ کھانے کے اس ملغوبہ سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ روزہ دار عبادت کی جانب بھی پوری توجہ نہیں دے سکتا، رمضان المبارک میں غذا ہلکی کھائیں گھی کم مقدار میں استعمال کریں اور روزہ کے وقت کھجور اور کوئی نمکین چیز کھائیں۔ دن بھر کے فاقہ سے بدن میں نمک کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ انسانی بدن کسی نمکین چیز کا طالب ہوتا ہے تاکہ اس کمی کو پورا کر سکے۔ کھجور سے روزہ افطار کرنا سنتِ نبوی ہے۔

کھجور بڑی مفید غذا ہے روزہ سے انسانی بدن میں جو کمزوری ہوتی ہے کھجور اسے دور کرتی ہے افطاری کے وقت چائے یا دودھ کا استعمال بھی کر سکتے ہیں۔ پھلوں میں سیب، انگور، ناشپاتی وغیرہ کھا سکتے ہیں، رات کے کھانے میں سبزی گوشت کھائیں۔ مونگ کی دال، چنے کا شوربا بھی مفید غذا ہے۔ آلو، بینگن، ماش کی دال، چنے کی دال وغیرہ سے پرہیز کریں۔ رات کے کھانے کے بعد تراویح پڑھیں۔ تراویح سے کھانا ہضم ہونے میں مدد ملتی ہے۔

سحری ضرور کھائیں۔ چاہے چند لقمے ہی شوق فرمائیں۔ سحری کے وقت پراٹھا نہ کھائیں۔ اگر پسند خاطر ہو تو چائے کی ایک پیالی بھی پی لیں۔

بعض حضرات سحری میں جلیبی اور دودھ استعمال کرتے ہیں یہ غذا فائدہ مند ہے سحری کھانے کے بعد سونا مضر صحت ہے۔ سحری کے بعد نماز کے وقت بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوں اور پھر سیر کریں۔

کھجور

جن پھلوں کو سرکار دو عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پسندیدگی کا شرف حاصل ہے ان میں کھجور سرفہرست ہے۔ سید الانبیاءؐ نے فرمایا کہ جب کھجور کا موسم آئے تو مجھے مبارک دیا کرو۔ فخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمامہ کی کھجوروں کے لیے دعا فرمائی۔ رسالت مآب نے حضرت آدم کو کھجور سے تشبیہ دی کہ تمہارا باپ آدمؑ ہے جو مثل کھجور کے تھا۔ رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھجور کی افادیت سے پوری طرح آشنا تھے۔ آپ نے کھجور کو ضروری غذا قرار دیا۔ ایک حدیث ہے کہ جس گھر میں کھجور نہیں گویا اس میں طعام نہیں ہے کھجور کے بارے میں ارشاد ہے کہ کھجور طیب اور پاک ہے۔ خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں کھجور اور دودھ کو پاک اور طیب قرار دیا۔ ختم الرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کی ایک قسم عجوہ کھجور بے حد پسند تھی ایک حدیث کے مطابق آپ کھجور سے روزہ افطار کرتے تھے۔ سرکار دو عالم عید الفطر کے روز کھجور کھاتے اور پھر نماز کے لیے تشریف لے جاتے ارشاد قدسی ہے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے کہ پاک کے سوا کھاتا نہیں ہے ایک حدیث میں ہادیؐ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کو یہ شرف بخشا ہے کہ اسے اپنی ذاتِ اقدس سے مشابہت دی ہے آپ نے فرمایا کہ میری اور میرے اہل حدیث کی مثال کھجور کی سی ہے جو سخت جگہ پیدا ہو۔ کھجور کے بارے میں شہنشاہ دو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور واقعی سحری کھانے والوں کو اپنے رحم سے نوازتے۔ ایک حدیث کے مطابق کھجور مومن کا اچھا تحفہ ہے۔ کسی پھل کے متعلق اس قدر احادیث مروی نہیں ہیں۔

عرب تو کھجور کے عاشق ہیں امیر عبدالرحمٰن اوّل نے ہسپانیہ میں اپنی حکومت قائم کی تو اسے کھجور کی یاد آئی، مدینۃ الزہرا میں کھجور کا درخت لگوایا امیر عبدالرحمٰن نے کھجور کے درخت کے بارے میں چند اشعار کہے۔ علامہ اقبالؒ نے بڑے دلآویز انداز میں ان کا اردو ترجمہ کیا ہے

تعارف و تبصرہ

آئینۂ رمضان

تالیف: مولانا قاری محمد عطاء اللہ

خطیب جامع مسجد حضرت شاہ محمد غوث رح

ناشر: مکتبہ آئینۂ اسلام چوک وزیر خاں کوچہ بوٹے شاہ لاہور

رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت کے موضوع پر بہت کچھ تحریر کیا گیا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ لیکن عصر حاضر کے جدید تقاضوں اور ضرورتوں کی تکمیل کے ضمن میں فاضل نوجوان مولانا قاری عطاء اللہ نے جس انداز اور اسلوب کے ساتھ آئینۂ رمضان کے عنوان سے ایک کتابچہ ترتیب دیا ہے وہ خوب ہے اور ایک نئی کوشش ہے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات خصوصاً سکولوں، کالجوں، یونی ورسٹیوں کے طلبہ کے لیے معلومات افزا ہے۔

انداز تحریر سادہ، شگفتہ اور سلیس ہے۔ کتابت عمدہ اور طباعت و اشاعت کے اعتبار سے یہ کتابچہ معیاری ہے۔ اہل ثروت کو چاہیے کہ اسے مفت تقسیم کرنے کا اہتمام کریں تاکہ ماہ مقدس رمضان المبارک کی عظمت و فضیلت اور اس کے احترام و اکرام کے نقوش دل و دماغ پر ثبت ہو سکیں۔

مسواک کی اہمیت

تالیف: مولانا قاری فیوض الرحمن ایم۔ اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد

پاکستان بک سنٹر ۴۰۔ اردو بازار، لاہور

مولانا قاری فیوض الرحمن حلقۂ خدام الدین میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کے معلوماتی مضامین خدام الدین اور دیگر مذہبی رسائل میں بالاقساط شائع ہوتے رہے ہیں۔

مسواک کی اہمیت کے عنوان سے جو مضامین شائع ہوتے رہے ہیں وہ کتابچے کی صورت میں شائع کر دیے گئے ہیں۔ مسواک کی افادیت اور اہمیت پر اس مفید کتابچے کو وسیع پیمانہ پر مفت تقسیم کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کے دل میں مسواک کی سنت کی عظمت پیدا ہو اور اس کے مطابق عمل کیا جا سکے۔

بقیہ:- آپ کی صحت

امیر عبدالرحمان کھجور کو اپنی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور قرار دیتا ہے ایک اور شعر میں کھجور کو صحرائے عرب کی حور سے موسوم کرتا ہے اور یہ دعا کرتا ہے کہ نم سحر تیرا ساقی ہے۔ کھجور نہ صرف مذہبی اور تاریخی اعتبار سے بھی اہمیت رکھتی ہے بلکہ یہ طبی نقطۂ نگاہ سے بڑی مفید اور صحت کے لیے فائدہ مند ہے۔ مغرب میں گزشتہ چند سالوں میں تین غذائیں بے حد مقبول ہوئی ہیں۔ شہد، کھمب، کھجور یہ تینوں اشیاء دیار مشرق کا ارمغان ہیں۔ کھمب کو ایک حدیث میں من و سلویٰ ہی سے موسوم کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے کھجور کی افادیت تو اب مشرق و مغرب میں تسلیم شدہ ہے۔ مغرب میں اب کھجور کی گٹھلی نکال کر اس کی جگہ مغز بادام رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر اس سے کام و دہن کی لذت کا سامان کرتے ہیں۔ کھجور موسم سرما کے لیے تو بڑی مفید اور موزوں غذا ہے۔ سردی میں بدن کو قوت بخش غذا کی ضرورت ہے جو بدن میں توانائی اور حرارت پیدا کرے۔ کھجور اس قسم کی غذا ہے طب کی رو سے کھجور کا مزاج گرم تر ہے بدن کو طاقت دیتی ہے جسم میں خون پیدا کرتی ہے، معدہ کی اصلاح کرتی ہے، خاص قوت میں اضافہ کرتی ہے۔ کمر اور گردوں کے لیے مقوی ہے۔ کمزوری اور نقاہت کو دور کرتی ہے۔ دانتوں اور بالوں کے لیے مفید ہے۔ اس میں کثیر مقدار میں غذائی اجزا ہیں جدید طبی سائنس اور طبی تحقیق نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ کھجور غذائی اجزا سے بھرپور ہے۔

کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت ہے۔ کھجور بڑی مفید غذا ہے روزہ رکھنے سے انسان جو کمزوری محسوس کرتا ہے۔ کھجور اسے دور کرتی ہے کھجور غذائی اجزا اور حیاتین سے بھرپور ہے ایک چھٹانک کھجور میں ایک سو ساٹھ غذائی حرارے قوت ہوتی ہے۔ ایک چھٹانک انگور میں چھبیس، اور ایک چھٹانک انار میں چھتیس حرارے غذائی قوت ہوتی ہے۔

کھجور میں مختلف غذائی اجزا کے علاوہ چونا، فولاد، فاسفورس وغیرہ بھی ہیں، حیاتین الف، ب اور ج سے بھی بہرہ مند ہے بڑی مقوی غذا بھی ہے کھجور کی گٹھلی بھی بڑی فائدہ مند ہے اس کی گٹھلی دست بند کرنے کے لیے مفید ہے اس کا منجن دانتوں کو صاف اور مضبوط کرتا ہے۔

بچوں کا صفحہ

مشعلِ راہ

(۱)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ کے انتقال سے قبل مسلمہ نے عرض کیا۔ امیرالمومنین! آپ نے اپنی اولاد کو مال و دولت سے محروم رکھا۔ اور اب ان کو اس حال میں چھوڑ رہے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نہیں اچھا ہو کہ آپ مجھ کو یا خاندان کے کسی اور شخص کو وصیت فرما دیں کہ ہم آپ کے بچوں کا خیال رکھیں۔

عمر بن عبدالعزیز رحؒ نے نہایت کمزور اور نحیف آواز میں فرمایا۔ مجھے ٹیک لگا کر بٹھاؤ۔ جب ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا۔ تو فرمایا۔ مسلمہ! تم نے کہا کہ میں نے اپنی اولاد کو مال سے محروم رکھا۔ خدا کی قسم، میں نے ان کا کوئی حق تلف نہیں کیا البتہ جس مال میں ان کا حق نہیں تھا وہ ان کو نہیں دیا۔ پھر تم نے کہا کہ میں تمہیں یا خاندان کے کسی شخص کو وصیت کر جاؤں تو سنو! اس معاملہ میں میرا ولی و کارساز خدا ہے جو نیک لوگوں کا ولی ہوتا ہے۔ میرے لڑکے اگر خدا سے ڈریں گے تو خدا ان کے لیے کوئی سبیل پیدا کر دے گا اور اگر وہ گناہ میں مبتلا رہیں گے تو میں ان کو گناہ کرنے کے لیے قوی نہ بناؤں گا۔

(۲)

سلاطین اور اربابِ حکومت اپنی حفاظت کے لیے سینکڑوں سپاہی پہرے پر متعین رکھتے تھے بنی امیہ کے خلفاء کا بھی یہی شعار تھا مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ سریر آرائے خلافت ہوئے تو جہاں شان و شوکت کے دوسرے اسباب کو ختم کیا وہاں اس فضول اہتمام کو بھی اڑا دیا اور کہا میرا محافظ خدا ہے۔

ایک مرتبہ بعض ہوا خواہوں نے عرض کیا۔ گزشتہ خلفاء کی طرح آپ بھی دیکھ بھال کر کھانا کھایا کریں اور نماز کے وقت حملے سے بچاؤ کا انتظام فرمایا کریں۔

خلیفہ راشد نے پوچھا جن کا تم ذکر کر رہے ہو اب وہ کہاں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا۔ وہ سب فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحؒ نے پوچھا۔ اگر وہ حفاظت کے تمام ساز و سامان کے باوجود موت سے نہ بچ سکے تو اس کا حاصل کیا۔ اس کے بعد اپنے خدا سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ خدایا! اگر میں تیرے علم میں روزِ قیامت کے علاوہ کسی اور دن سے ڈروں تو میرے خوف کو اطمینان سے نہ بدلنا۔

(۳)

عامر بن عبداللہ ایک زاہد خلوت نشین تھے مگر شوقِ جہاد سے معمور۔ عہد فاروقی میں اکثر گوشۂ عبادت سے نکل کر میدانِ جہاد میں چلے جایا کرتے تھے۔ جب وہ خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے جاتے اور راستے میں جھاڑیاں ملتیں تو وہ بے تکلف ان میں گھس جاتے۔ ان کے ساتھی کہتے حضرت! احتیاط کیجئے۔ ایسا نہ ہو کوئی شیر کسی جھاڑی میں موجود ہو اور وہ حملہ کر دے۔ عامر جواب دیتے مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور کے خوف سے دل کو آلودہ کروں۔

(۴)

ہجرتِ حبشہ کا زمانہ تھا۔ مظلوم مسلمان مشرکین کے ظلم سے تنگ آ کر حبشہ کی جائے امن کا رخ کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی ذاتی وجاہت کے باوجود مامون نہیں تھے ان کی تبلیغ سے حضرت طلحہ رضؓ بن عبداللہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اس بناء پر طلحہ رضؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر مارا تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ نے بھی ہجرت کر جانے کی اجازت لی اور عازم حبش ہو گئے۔ برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو رئیس قارہ ابن الدغنہ نے پوچھا۔ کہاں کا ارادہ ہے؟

"میری قوم نے مجھ کو جلاوطن کر دیا۔ مجبور ہو کر کسی دوسری سرزمین میں جا رہا ہوں کہ آزادی سے اپنے پروردگار کی عبادت کر سکوں" حضرت ابوبکر رضؓ نے ابن الدغنہ کو بتلایا۔

"یہ تو بڑی شرم کا مقام ہے کہ تم جیسا آدمی جلاوطن کیا جائے۔ تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو، مہمان نوازی تمہارا شعار ہے، قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو اور مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو۔" ابن الدغنہ نے کہا۔

"یہ صحیح ہے لیکن اپنے وطن میں رہ کر اگر خدا کی عبادت نہ کر سکوں تو اپنے وطن میں رہنے کا کیا فائدہ؟" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

"تم میرے ساتھ چلو میں تم کو اپنی امان میں لیتا ہوں" ابن الدغنہ نے عالی حوصلگی سے کہا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واپس آئے ابن الدغنہ نے قریش میں پھر کر اعلان کر دیا کہ ابوبکر رضؓ میری امان میں ہیں۔ تم ایسے بھلے آدمی کو جلاوطن ہونے پر مجبور کرتے ہو جو محتاجوں کی خبر گیری کرتا ہے، لوگوں کے مصائب میں کام آتا ہے، مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور قرابت داروں کا خیال رکھتا ہے۔ قریش نے اس امان کو قبول کر لیا مگر ان کا نمائندہ ابن الدغنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ہم تمہاری امان کو تسلیم کرتے ہیں ابوبکر رضؓ کو اجازت ہے کہ وہ جب اور جس طرح جی چاہے عبادت کریں مگر یہ کام وہ اپنے گھر میں کریں۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنے گھر میں مسجد بنائی اور اسی میں عبادت کرنے لگے۔ قرآن پاک کی تلاوت کی آواز گھر سے باہر جاتی اور سننے والے متاثر ہوتے۔ کفارِ قریش یہ دیکھ کر گھبرائے اور ابن الدغنہ سے آ کر کہا:

"ہم نے اس شرط پر امان دی تھی کہ ابوبکر رضؓ چھپ کر عبادت کریں۔ مگر وہ اپنے صحن میں قرآن پاک پڑھتے ہیں اور ہماری عورتیں اور بچے اثر قبول کر رہے ہیں۔ ان سے کہو کہ اس سے باز آ جائیں۔ ابن الدغنہ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس گیا اور اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس شرط پر تمہاری حفاظت کا ذمہ لیا تھا کہ تم چھپ کر اپنے طریق پر عبادت کرو گے۔

"میں اس شرط پر قائم ہوں" حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا۔

ابن الدغنہ نے کہا "لیکن تمہاری آواز تو گھر سے باہر جاتی ہے۔ اب یا تو اس سے پرہیز کرو یا مجھے ذمہ داری سے بری سمجھو۔"

حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا "مجھے تمہاری پناہ کی ضرورت نہیں۔ میرے لیے میرے اللہ کی پناہ اور امان کافی ہے۔"

اشاعتِ دین

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً ۝ (بخاری)

میری طرف سے خواہ تھوڑی بات ہو اسے پہنچاتے رہو ـــ

ہے پیغمبر کی طرف سے یہ پیام
میری ہر ہر بات کو پھیلاؤ عام

★

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

رئیس ادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

ایڈیٹر
مجاہد الحسینی

ٹیلیفون نمبر
۶۷۵۴۵

لاہور
پاکستان

ہفت روزہ

خدام الدین

• دینی قدروں کا علمبردار
• باطل کے خلاف مصروف جہاد
• پاکستان کا عظیم مذہبی جریدہ

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے

۱۳۹۲ھ - ۱۹۷۲ء

برائے شہر لاہور و مضافات

نقشہ اوقات سحری و افطار رمضان المبارک

(مطابق سٹینڈرڈ ٹائم مغربی پاکستان)

غلام قادر اظہر
ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافٹسمین - لاہور

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق، اختتام سحری منٹ	صبح صادق، اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
پیر	۹ر اکتوبر	یکم رمضان	۴۰	۴	۴۱	۵
منگل	۱۰ ”	۲ ”	۴۱	۴	۴۰	۵
بدھ	۱۱ ”	۳ ”	۴۲	۴	۳۹	۵
جمعرات	۱۲ ”	۴ ”	۴۳	۴	۳۷	۵
جمعہ	۱۳ ”	۵ ”	۴۳	۴	۳۶	۵
ہفتہ	۱۴ ”	۶ ”	۴۴	۴	۳۵	۵
اتوار	۱۵ ”	۷ ”	۴۵	۴	۳۴	۵
پیر	۱۶ ”	۸ ”	۴۵	۴	۳۳	۵
منگل	۱۷ ”	۹ ”	۴۶	۴	۳۱	۵
بدھ	۱۸ ”	۱۰ ”	۴۷	۴	۳۰	۵
جمعرات	۱۹ ”	۱۱ ”	۴۷	۴	۲۹	۵
جمعہ	۲۰ ”	۱۲ ”	۴۸	۴	۲۸	۵
ہفتہ	۲۱ ”	۱۳ ”	۴۸	۴	۲۷	۵
اتوار	۲۲ ”	۱۴ ”	۴۹	۴	۲۶	۵
پیر	۲۳ ”	۱۵ ”	۵۰	۴	۲۵	۵

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق اختتام سحری منٹ	صبح صادق اختتام سحری گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
منگل	۲۴ر اکتوبر	۱۶ر رمضان	۵۱	۴	۲۴	۵
بدھ	۲۵ ”	۱۷ ”	۵۱	۴	۲۳	۵
جمعرات	۲۶ ”	۱۸ ”	۵۲	۴	۲۲	۵
جمعہ	۲۷ ”	۱۹ ”	۵۳	۴	۲۱	۵
ہفتہ	۲۸ ”	۲۰ ”	۵۴	۴	۲۰	۵
اتوار	۲۹ ”	۲۱ ”	۵۵	۴	۱۹	۵
پیر	۳۰ ”	۲۲ ”	۵۵	۴	۱۸	۵
منگل	۳۱ ”	۲۳ ”	۵۶	۴	۱۷	۵
بدھ	یکم نومبر	۲۴ ”	۵۷	۴	۱۷	۵
جمعرات	۲ ”	۲۵ ”	۵۸	۴	۱۶	۵
جمعہ	۳ ”	۲۶ ”	۵۸	۴	۱۵	۵
ہفتہ	۴ ”	۲۷ ”	۵۹	۴	۱۴	۵
اتوار	۵ ”	۲۸ ”	۵۹	۴	۱۳	۵
پیر	۶ ”	۲۹ ”	۰	۵	۱۲	۵
منگل	۷ ”	۳۰ ”	۱	۵	۱۱	۵

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق اختتام سحر منٹ	صبح صادق اختتام سحر گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
بدھ	۸ نومبر	یکم شوال	عید الفطر			
جمعرات	۹ ”	۲ ”	۲	۵	۹	۵
جمعہ	۱۰ ”	۳ ”	۲	۵	۹	۵
ہفتہ	۱۱ ”	۴ ”	۳	۵	۸	۵

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق اختتام سحر منٹ	صبح صادق اختتام سحر گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
اتوار	۱۲ نومبر	۵ شوال	۴	۵	۷	۵
پیر	۱۳ ”	۶ ”	۵	۵	۷	۵
منگل	۱۴ ”	۷ ”	۵	۵	۶	۵
۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰